

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار
جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اہل کی تحریک

رجسٹرڈ ایل منبر
دارشاپر حضرت ابو نعیم

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ
بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

Digitized by Khilafat Library

بیاد بزم مستان تا بہ بینی عالمی گیر
ہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمی گیر

شرح قیمت جو
پیشگی لیجائیگی

عوام سے
خواص سے
ہندوستان باہر سے
غیر مذہب اور غیر مستطیع
احباب سے

قادیان دارالامان و کارخانہ الازار احمدیہ
چیف ایڈیٹر یعقوب علی تراز باحمدی

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر محمد مبارک سماعیل بی۔ اے۔
محمود ابن تراز

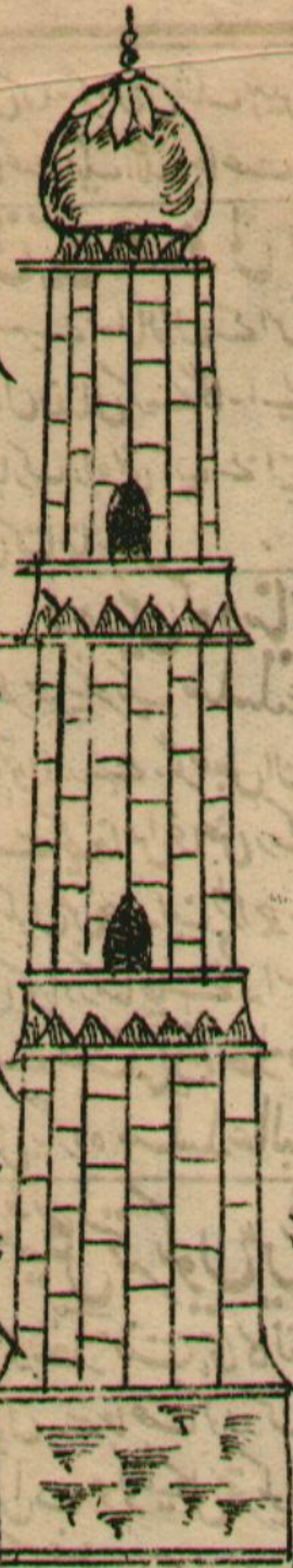
جلد (۱۸) مورخہ۔ اپریل ۱۹۳۷ء مطابق جمادی الاول ۱۳۵۶ ہجری بمقام (۶) نمبر

دروست مومنو!

یہ اس پاک وحی کے الفاظ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر قوم کی تسلی دینے کیلئے نازل ہوئے تھے۔
خوف اور ڈر کا انا ضروری ہے اور خدا کے قائم کردہ سلسلوں پر ابتلا آنے لازمی ہیں۔ مگر جو عباد پرورش کن امران سلسلوں میں رہتا ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے نشتی اہلیز پیامات ساتھ ہوتے ہیں اور وہ ابتلا اور مصیبت کی گہریوں میں بھی انسانوں کو غرض رکھتے اور قدم آگے بڑھانے کی تحریک کرتے ہیں۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر ایک ذلزلہ آیا کہ وہ پیارا وجود ہماری آنکھوں کے سامنے سے جدا ہو گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہماری دستگیری کی۔ اور قوم کو ابتلا سے بچالیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد قوم کو حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر جمع کر دیا۔ لیکن خلافت اہل کی کے بعد قوم کو ایک فتنہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ چند ایسے آدمیوں نے جو اپنی دجاہت کے لحاظ سے ایسی دور رس پیاد سے قوم میں ممتاز تھے۔ قوم کو غلط راہ پر ڈالنے کی کوشش کی اور

انہیں بتایا کہ اب کسی ایسے وجود کی ضرورت نہیں جو قوم کو ایک کر پر جمع رکھے۔
خدا کا شکر ہے کہ قوم کا جزو اعظم اس غلط فہمی کا شکار نہ ہوا اور جن لوگوں کو اس سوسے خیراتی ڈالے۔ ان میں سے ہی سعادتمند روحیں نکل رہی ہیں۔ لیکن قریب ہے کہ بعض کو ابتلا آوے اور وہ سخت ہو۔ اس لئے پیاد و غمگین ہونے کا مقام نہیں اور گھبرانے کی حاجت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی وقت کیلئے فرمایا تھا کہ۔
دروست مومنو!
خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایک گردہ کو اپنے لئے مختص کرے پس مبارکی ہے ان لوگوں کو جو اس گردہ میں شامل ہوں۔
تم نے چھ سال تک سوا تر اپنے نام سے سنا کہ خلیفۃ المسیح بنایا کرتا ہے۔ اور اب تم نے دیکھ لیا کہ خدا کس طرح پر خلیفہ بنایا کرتا ہے؟
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جماعت طیار کی تھی وہ آ ایک الگ جماعت قرار دیتے رہے ہیں۔ تم اس سے ناواقف نہیں دنیا کی بہتری اور بہلائی کے خیال سے ہم ہر ایک انسان کے ہوا خواہ اور نفع رساں ہو سکتے ہیں اور ہمیں ہونا چاہیے مگر اس کے بیان ہمیں کہی تالی نہ ہوگا۔ کہ احمدی قوم (ایک الگ قوم)

اور جد اجماعت ہے؟
حضرت مسیح موعود نے معاشرتی اور تمدنی اصولوں کو، نظر رکھتے ہوئے تعلیم دی کہ تم اپنی ملکیاں غیر احمدیوں کو نہ دو۔ اور مذہبی رنگ میں نماز جو اتحاد اور یکسانیت پیدا کرتی ہے اس میں حکدیا کر۔
یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور طبعی حرام ہے کہ کسی کفر اور مکتب یا سرود کے نیچے نماز پڑھو جسے کہ تمہارا امام وحی جو تم میں سے ہو۔
خدا کا ازام تمہارے سر پر ہوا اور تمہارے عمل ضبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ بھی خبر نہ ہو۔
میں قبول نہیں کرتا اس میں تم سخت اور خود پسندی اور خود اختیاری باؤگے۔ پس چاہو کہ وہ جملہ سے نہیں آیا
اور پھر ایک طریق ملکی حقوق کی حفاظت کے رنگ میں اتحاد کا ہو سکتا تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو دوسرے مسلمانوں سے الگ کیا۔ اور بلا خوف و ہراس لا یکم کہا بعض نادان مسلمانوں نے یہ اعتراض کیا کہ حضرت مرزا صاحب دوسرے مسلمانوں کو باغی کہتے ہیں۔ حالانکہ آپ نے



رجسٹرڈ ایل منبر
دارشاپر حضرت ابو نعیم

بجائے وقت تو نزدیک سید پائے عجیباں پر سنا بندہ شکر افشاں

فرمود حضرت خلیفہ المسیح اول

۱۵۔ جون۔ ۱۳۹۷ء

آج مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ میں نے سمجھا اب میں دنیا میں نہیں رہوں گا۔ سو میں نے دو رکعت نماز پڑھی الحمد شریف کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ الصبح اور دوسری رکعت میں الحمد للہ پڑھی۔ پھر میں نے یہ دعا کی:

یا اہی ہمیر ہر طرف سے زور ہو گیا ہے۔

بھریں نے مین پار۔
لا الہ الا اللہ الحکم الکریم۔ لا الہ الا اللہ رب العرش الکریم۔ لا الہ الا اللہ رب السموات والارض ورب العرش العظیم اسئلک موجبات رحمتک وغنا بعد مغفرتک و الغنیمۃ من کل بڑو السلامۃ من کل اشیاء تکلیفی ذنباً الا غفرتک ولا ہماً الا فرجتک ولا حاجۃ الا رضناک لا فضیلتہا یا ارحم الراحمین اس کے بعد میں نے دعا کی۔

اے اللہ اسلام پر تیرا چل رہا ہے۔ مسلمان اول تو ست ہیں پھر دین سے بیخبر ہیں اسلام و قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیخبر ہیں۔ تو ان میں ایسا آدمی پیدا کر جس میں

قوت جاذبہ ہو وہ کامل دست نہ ہو۔ بہت

بلند رکھتا ہو۔ باوجود ان باتوں کے وہ کمال

استقلال رکھتا ہو دعاؤں کا مانگنے والا ہو

تیری تمام رضاؤں یا اکثر کو پورا کیا ہو قرآن و

حدیث سے باخبر ہو پھر اس کو ایک جماعت بن

اور وہ جماعت ایسی ہو جو نفاق سے پاک تباغیر

ان میں نہ ہو۔ اس جماعت کے لوگوں میں ہی جذب

ہمت اور استقلال ہو۔ قرآن حدیث سے واقف ہو

اور ان پر عامل ہوں اور دعاؤں کے مانگنے والے ہوں

ابتلا تو ضرور آوے گی۔ ابتلا و ٹیل کو ثابت قدمی سے

فرما۔ اور ان کو ایسے ابتلاؤں سے آویں جو ان کی

طاقت سے باہر ہوں۔ آمین

ازہام ہے جبکہ غیر احمقوں کو لو لکیاں دینے سے منع کیا گیا اور غیر

احمدیوں کے پیچھے ناز پڑنے سے روکا گیا۔ اور ملکی معاملات میں انہیں

الگ الگ تواب احمدی قوم کو دوسرے مسلمانوں

کو اپنے اندر جذب کرنا چاہیے۔ یا خود ان میں جذب ہو جائیں۔ پس

اصل بات اور ملکہ معرفت ہی ہے کہ جب تک خلیفہ ہوگا۔ اور خلیفہ

ہو وہ جو ملکی معاملات میں اپنا اسوہ اور طریق وہی کہتا ہے

جو ہمارے مولا حضرت مسیح موعود اور آپ کے جانشین خلیفۃ المسیح رضی اللہ

تہا تو وہ مسلمانوں کی ملکی تحریکیوں میں اپنی جماعت کو شامل

نہیں ہونے دے گا۔ اور اس طرح پر یہ بزرگ جو مسیح جی کا پیروں

اور زمیندار اخبار کے معاملات میں خاص خصوصی غلطی سے لے چکے ہیں۔ اور جیسے انہیں منع بھی کیا گیا۔ آئندہ

ملکی تحریکیوں میں دوسروں کے ساتھ ملیں گے جو سلسلہ کیلئے ضرور

ہے۔ اس لئے عام مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کیلئے

کفر و اسلام کی بحث چھیڑ دی۔ والا اس وقت یہ مسئلہ

ہمارے سامنے نہیں ہے؟

احمدی قوم کو ہوشیار اور بیدار ہونا چاہیے جب تک ایک قوم

الگ نہیں بنی۔ اس کی ترغیبات رک جائیں گی۔ اور اس کے قومی

حقوق کو نقصان پہنچے گا۔

بغیر کسی قسم کے ذرا بھی خطرہ اور خوف کے ہم اعلان کرتے ہیں

کہ ہمارا دوسرے مسلمانوں سے مذہبی معاملات میں اختلاف ہے۔

اور ملکی معاملات میں ہمارا طریقہ دوسرا ہے۔

اس وقت قومیت کی لہر چل رہی ہے اور ہر قوم اپنے

وجود اور ہستی کا احساس کرنے لگی ہے۔ پس اگر تم چاہو

ہو کہ تمہاری ہستی افسانہ نہ کرے۔ مٹ جاوے۔ تو پھر دست ہرجاؤ

اور دوسروں میں جذب ہو جاؤ اور اگر چاہتے ہو کہ

زندہ خدا کی زندہ قوم بنو!

تو پھر قدم بڑاؤ اور زندگی کی حرکات ظاہر کرو کہ اس قسم کے ابتلاؤں کو

اثر نہیں ملے گا۔ تم خدا پر ہر دوسرے کو اور

اپنے امام کے ساتھ ہو جاؤ

یہ تفسیر جو پیدا کر دی گئی ہے تمہاری ذمہ داریوں کو بڑھا رہی ہے

اور ان ذمہ داریوں کیلئے تمہیں خدا کے فضل کی تلاش کرنی چاہیے

ہمت استقلال اور دعا سے ملنا ہو!

ہم انشاء اللہ تمہیں وقتاً فوقتاً بتائیں گے کہ اب تمہیں کیا کرنا ہے

تم اس ابتلا کو دیکھ کر ڈرو نہیں اور گہرا دست۔ کیونکہ خدا کا کلام ہم

سے تسلی کیلئے نازل ہو چکا ہے۔

دور و مت مومنو!

ذیل کی تحریریں جماعت کے فائدہ کیلئے

شائع کرتا ہوں اس سے ان کو معلوم ہو جائیگا کہ

حضرت خلیفہ اول کس رد و دل سے قوم کیلئے امام کی

ضرورت محسوس کرتے تھے (ایڈیٹر)

کسی نہیں رہا۔ مگر اس میں شک نہیں کہ آپ کو گمنام کو یہ ظاہر کرتے

میری جماعت ایک الگ جماعت ہے جو

خونی مسیح اور خونی ہمدی کے قابل نہیں

اور دوسرے مسلمانوں کے اس قسم کے عقاید غلط ہیں کہ مسیح موعود

آکر حیدر ال قتال کرے گا۔ ایسے حالات میں احمدی قوم کیلئے یہ

ایک مبارک راہ تھی آپ نے اپنی جماعت کے سامنے جو لہجہ

الین کہتا تھا۔

وہ دین کو دنیا پر مقدم کرتا تھا

اور اس طرح یہ تحریک سلسلہ علیہ احمدیہ کی خالص مذہبی

تحریک تھی اور ہے۔ مگر بعض ان لوگوں کو جو اپنی دعویٰ حجت

کی وجہ سے کچھ خاص اغراض رکھتے ہوں۔ ان ہدایات کو چھوڑ کر

ان تحریکیں میں حصہ لینا چاہو جو خالص ملکی تحریکیں ہیں۔ پس ہمارے

ناظرین کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس وقت کفر و اسلام کا مسئلہ

تو ہمارے منکرین خلافت نے ایک آڑ بنایا ہے۔

دراصل یہ گروہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو دینی رنگ میں

پولٹیکل تحریکیوں میں شامل کرنا چاہتا ہے؟

اور چونکہ خلافت ہی کا نظام ایک ایسا نظام ہے جو اس قسم

کی تحریکیں سے جماعت کو روک سکتا ہے مگر اگر بعض کالھوی

حضرات جو پولٹیکل تحریکیں میں شمولیت پر آمیز ہیں انہوں نے

اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ اس لئے احمدی قوم کو اس موقع پر ہوشیار

ہونا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے جانشین

اول نے قوم کو ہمیشہ ملکی تحریکیں سے الگ رہنے کی تعلیم دی۔ پچھلے

دنوں کا پتہ کی مسجد کے معاملہ میں لاہوری پیغام نے جو حصہ لیا

اسے حضرت خلیفۃ المسیح نے پسند نہیں کیا تھا۔ اور حضرت

صاحبزادہ صاحب نے یہ حیثیت ایدہ الفاضل ان مضامین

کے زیر اورد اثر سے قوم کو بچایا۔ اور اپنے سلسلہ کی پوزیشن کو غلط

فہمی سے بچا یا اور نہ گورنمنٹ پیغام صلح کی تحریروں کو گروہ کر

سلسلہ کے متعلق غلط رائے قائم کرنے میں دھوکہ کھائی گئی۔

اور ایک کثیر التعداد جماعت کی نسبت جن ملین کے مقام سے بچے

اترجاتی۔ x x x x x مگر الفضل نے نہ صرف قوم کو

بچایا۔ بلکہ قوم کے حقوق کی حفاظت کی۔

اب جبکہ وہی نوجوان خدا کے فضل سے قوم کا امام مقرر

ہو گیا ہے۔ تو اس گروہ کو اندیشہ ہے کہ ان ملکی تحریکیں میں حصہ لینے

سے انہیں وہ بزرور رکھ لیا گیا۔ اور یہ حیثیت ایک

ہر نیک کے ان کے فرض ہوگا۔ کہ اس سے ہٹ جاویں اور اس

طرح پر ان کے مقاصد میں خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا وجود ایک روک ہو سکتا ہے۔ اس بنا پر یہ لوگ۔ اگر خلافت کو مان

لیں تو یہ مصیبت آتی ہے کہ انہیں من مانی کارروائیاں کرنے سے کنا

پڑتا ہے۔ پس انہوں نے یہ شورش چھڑو دیا کہ خلافت کی کیا ضرورت ہے

اور اگر ضرورت ہو تو سمیت کی حاجت نہیں۔ اس طرح ہر ضلع اس

ہونا چاہتے ہیں اور عام مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کیلئے

کہا جاتا ہے کہ

صرف کفر و اسلام کے مسئلہ میں اختلاف ہے۔

حالانکہ یہ غلط ہے کفر و اسلام کے متعلق احمدی قوم کا عقیدہ

طشت

خبر سلاط

آنچل اس کثرت سے مراسلات آرہے ہیں کہ میں جبران ہوں ان کو کسطح شائع کروں انھیں پاب زار صفحات پر شائع ہو رہا ہے۔ پھر بھی گنجائش نہیں نکلتی۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ جلد شائع ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ فضل علی رسولہ الکریم

معیار صداقت - سلسلہ خلافت

ان اگر مکہ عند اللہ اتفاقہ قرآنی فیصلہ ہے جو تمام شکوک اور شبہات کی تاریک غاروں سے نکال کر سچائی اور حق کے جو سب پر کھڑا کر دیتا ہے۔ انسان محض غلط فہمی یا کسی کی تحریک یا نفس کے دھوکے سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگتا ہے۔ اور دوسروں کو ذلیل خیال کرتا ہے۔ مگر جب تک اللہ جل شانہ کی تائید اور نصرت شامل حال نہ ہو اور جب تک معرفت الہیہ کا لہرانی سیرا اس کی پیشانی پر نہ چمک ایا انسان کسی کامیاب نہیں ہو سکتا آخرت کو کہیں رہی دنیا میں اسی خور و نابود ہو جاتا ہے۔ حضور سیدنا آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام اور اس پر ابلیس کا نفور انا خیر منه لگا نا اس امر پر شاہد ناظر ہے ہر فرقہ اپنی آپ کو سچا ثابت کرنا چاہتا ہے اور ہر لہر اپنے آپ میں خونی اور قابلیت کا ہونا اور اپنی ایقانیت کے باعث دعوے حاصل کرنا ظاہر کرتا ہے۔ مگر خدا کا بندہ کبھی کبھائی کا دھوکہ نہیں کرنا وہ خود کو نالایق نہیں کرتا ہے خودی اختیار کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ نے چونکہ اس کو نسبت بڑا مادی مخلوق انسانی بنانا مقصود تھا ہے۔ اس لئے اس کو اپنے پاس سے علم عطا فرماتا ہے۔ اور اس کو ہر قسم کی حُرمت کا خلعت بخشتا ہے۔ اسی طرح جو جماعت خدا کے نام پر مبنی ہے اس کے ہر ممبر میں تعظیم کا ہر اللہ اور شفقت علی خلق اور کوٹ کوٹ کر بھردی جاتی ہے۔ اللہ کے احکام کی عزت اور مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا اس کا شیوہ ہو جاتا ہے۔ تب تمام لوگ اور تمام جماعت فرمے ایسے جیسا اور با محبت افراد انسانی کی جماعت کا معائنہ کر کے یقین تمام پیدا کر لیتی ہیں۔ کہ یہ ایک دن عجیب شان اور عرصہ کی جماعت ہوگی۔ اس تاریک ماضی میں جبکہ ہر قسم کا شرک زدوں پر ہے۔ بری محبوب خیال کیجاتی ہے۔ کتاب اللہ کی لاطمی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنن اور احادیث کو دلف لہانہ کے قصص کے برابر (معاذ اللہ) وقت و بجائی دیجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح موعود علیہ السلام کو نازل فرمایا۔ اور اپنے پاس سے علم اور معرفت عطا فرما کر دنیا کیلئے باوجود سخت مخالفت اور جبر و جبر کے سچا لیدر اور اسوہ حسنہ بنایا کوئی اس کے مقابلہ کیلئے میدان میں نہ نکلا۔ سب بغضیں ہاتھ

رہ گئے۔ خدا نے نہ صرف اسکی خلافت کا سکہ بٹھادیا بلکہ ان لوگوں نے اپنے آپ کو اسکی بیعت میں منسلک کیا ان سب کو معرفت دی۔ اور خالقوں پر رعب بختا۔ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں قصبوں اور دیہات میں قرآن اور اسلام کا وعظ کرنا۔ کانفرنس اور ندوہ کے اجلاس کو اپنی شرکت میں شاندار بنانا۔ علیحدہ کالج جیسے دہریہ خیال انٹیٹیوشن کو ہلا دینا اور یورپ کے ظاہر پرست اٹالیاں کو میرادری میں لانا اور اسلامی شمع ہدی سے ان کو روشن کرنا اور افغانستان کے اکثر لوگوں کو حلقہ غلامی میں لے آنا اسی ہائی فرقہ کا کام تھا جہاں آریوں یا عیسائیوں کا زور ہوتا ہے۔ اسیکی جماعت۔ کہ واعظین اور لیکچرار طلبہ کے چلتے۔ خدا کے فضل سے وہ جہاں جاتے تھے فلاح کا منہ دیکھتے۔ جانتے ہو کہ یہ نصرت اور کامیابی اور غلبہ کیوں احمدیوں ہی کے حصہ میں آیا۔ اس لئے کہ وہ ایک اصاحم ذیشان کے ماتحت تھے جو خدا سے تائید پاکر سب کی اصلاح کرتا تھا۔ اور سندھ حق کے خدام ہی اس میں جذب ہوئے ہوئے تھے جیسے شیر میں شکر جذب ہو جاتی ہے۔ گویا لکھو کہا انسانوں کا کردہ اکیلے نام کے وجود باوجود وحدت کے رنگ میں گم تھا اور اس نام کی خوشی میں فضیلتیں اس کے متبعین میں اس طرح ظاہر ہو رہی ہیں جطرح ہزار نامیہ دار شاخوں کی لہر ہر اس کے تنہی شادابی پر دلالت کرتی ہوتا نام کے کلمہ گو مسلمانوں نے ہر چیز کا ایک نام کے ساتھ ملکر کام کریں۔ کچھ اپنی منوائی کیپان کی مینس مگر خدا کے بندہ مسیح م اور اس کے جیور علیہ اول نے (رضی اللہ عنہ) ایک منٹ کیلئے ہی ایسا کرنا گوارا نہ کیا۔ اگر یونورسٹی یا کسی دیگر فنڈ میں چندہ دیا۔ یا کسی اور امدادی تحریک میں عزت افزائی فرمائی تو وہ ہی قرآنی حکم کے ماتحت کیا کسی سال کی مدد مالی کرینے یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ دینے والا یسوا لے کے ہم خیال یا ہمچین ہے۔ خیرات یا امداد کرنا امر دیگر ہے اور مذہب امر دیگر ایسی کوئی نظیر پیش کرو۔ جس میں کبھی غیر احمدیوں کے مستفادات یا رستا میں حصہ لیا ہو۔ اگر غیر احمدیوں کا موجودہ اسلامی طرز مبنی بر اصول حق ہے جیسے احمدیوں کا اور اگر ان کا تقویٰ۔

تعلق باللہ اور ملک بالقرآن ہی منس احمدیوں کے ہے تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسیح موعود نے اپنی الگ جماعت کیوں قائم کی۔ اور گریہ انبیا کی علیحدہ مسجد بنانے کا تقویٰ تھا۔ فرما کر دوسرے غیر احمدی مسلمانوں کے پیچھے نماز اور جنازہ پڑھنا کیوں حرام کر دیا۔ اور الہامی عبارت مسلمان را مسلمان باز گردند کا کیا مطلب پڑا۔ یقیناً سچو ہماری زیت احمدی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم رکھنے میں ہے نہ کہ ترک کرنے میں۔ اگر مسئلہ وفات مسیح ہی عرف ماہ الا متیاز ہے تو میں خوب جانتا ہوں کہ بہت اشخاص غیر احمدیوں کے مسیح کی وفات کے قابل ہیں۔ کہ تمام ان سب کو احمدی جماعت میں داخل سمجھ گے ہرگز نہیں۔ غیر احمدیوں کو ہم اسلئے کا فرمیتے ہیں کہ انہوں نے خدا کے مامور من اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شناخت نہیں کیا باوجود بار بار حجت تکرار کرنے کے انہوں نے مطلق پرواہ نہ کی۔ امام زمانہ کو جو تسلیم نہیں کرتا۔ اس کے متعلق خود ہی حدیث اور قرآن کو

سامنے رکھ کر اپنے دل سے فتویٰ دے چکے۔ تاویلات رکھ کر کام لینا جائز نہیں ہے۔ مومن کو صرف خدا کا ڈر ہوتا ہے غیر اللہ سے نہیں ڈرا کرتا۔ خواہ مخواہ۔ کہتے پھرنا بیشک تضییع اوقات ہے مگر ان جب اصل تعلیم اور اسلام کے عقاید پر بحث ہو تو ہم کبھی مراہنت سے کام نہیں لے سکتے۔ ہم نے اسلام کو اصلی رنگ میں دیکھا۔ بنی اللہ کے ثنائیات اور معجزات متواتر سے سلسلہ کو موبد پایا۔ صلوة درہاد اور اخوت برادرانہ میں وحدانیت کا ظہور پایا۔ ہم کو نہ صرف احمدیوں کی نماز متعقدات اور توسیدہ رسومات میں نزدیک ہو سکتے ہیں۔ بیشک ان کا اسلام ہمارا اسلام نہیں۔ ہمیں ان کے چندے اور مدد کی ہی ضرورت نہیں خدا ہمارا مشکف اور رازق ہے۔ اس لئے اپنے ماتھے سے یہ پودا لگا یا ہے۔ اور وہی سرسبز کر لگا۔ وہ لوگ کوتاہ بین ہیں۔ جو غیر احمدیوں کے۔ انتہا ملکر کام کرنا چاہتے ہیں۔ کیا کام کر سکتے۔ اور کیونکر لاپ ہوگی۔ اس کا تصور ہمارے فہم سے باہر ہے۔ ایک مرزات رحیلہ صلوة والسلام لکھ لکھ کر آدمیوں کو مقابلہ کیلئے سنبھنا دیا۔ جیغ ہے ایسے انداز پر جو اپنے سلسلہ یا خدا کے یقین ہوئے ہتھیاروں سے کام نہ لے اور دوسرے غیر سنی لوگوں سے پناہ کا سامان ڈھونڈے۔ خدا سے ڈرو۔ اپنی پزیرش کی قدر کرو اور خصوصیات کو دست چھوڑو۔ یاد رکھو ان کی بارشیں ملانے سے خٹکائی سے رک جاؤ گے کو فواہح الصادقین کو یاد کر کے قادیان اکثر آؤ۔ ورنہ یاد رکھو کہ تفرقہ سے یہ بار آور پیڑ پر جڑ سے اکھڑ جاؤ گے۔ چند روز ہوئے غرور غلام تقسین صاحب کا ایک مضمون مہمد کے کی بنی میں شائع ہوا تھا۔ ان کا مضمون خود اس بات کا گواہ ہے کہ خواجه صاحب کو ہمارے سلسلہ سے بالکل واقفیت نہیں ہے۔ اور نہ ان کو ہماری عزت دینی اور علوم صلی کا علم ہے جن کی کیپرٹ انہوں نے اشارہ فرمایا ہے کہ احمدی۔ غیر احمدی میں جذب ہو رہے ہیں یہ حقیقت ہم میں سے چند کمزور طبائع کا خواجہ برصوف یا ان کے ہم خیال لوگوں کی نا اہلیاں ملانے کا نتیجہ ہے۔ خواجہ صاحب اس بات کو نوٹ کریں کہ ہم خدا کے فضل سے ایک سینکڑے کیلئے ہی ان کو خیالات یا مسلمات کی پیروی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور نہ اسکی خواہش رکھتے ہیں۔ جب اس کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوں تو ہم یقیناً سمجھ لو کہ احمدی سلسلہ کا خاتمہ ہو گیا۔ ہم نے زندہ خدا دیکھا۔ زندہ رسول دیکھا۔ تائیدات مہدوی سے باوریا ہوئے۔ ہم لوگ کو چھوڑ کر خلعت کو کیونکر اختیار کر سکتے اور اس میں اپنا ڈیر لگا سکتے ہیں۔ مانا کہ ہم ہوئے ہیں اس بات کی مطلق پرواہ نہیں ہے۔ خدا ہم کو بڑا ہو گیا۔ اور جب وہ وہ فوج بنائے گا۔ وقت کو بچاؤ اور اشتعال علی لکھار کو منظر رکھ کر قدم مارو۔ کوئی خدا کا برگزیدہ بلا مخالفت صادق تسلیم نہیں کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کفایت پر زور تھا ہوئی۔ فتاویٰ کفر شائع ہوئے مگر تلافی کوں کا مایاب پڑا۔ حضرت خلیفہ اول کی خلافت کس شان سے ختم ہوئی اپنی جماعت کے بعض اشخاص نے یہی مقابلہ کرنا چاہا۔ مگر نتیجہ کیا پڑا اس وقت ہی بعض افراد اپنی نادانی سے منکرہ احمدی سلسلہ کی بنیاد اپنیڑا چاہتے ہیں۔ خلافت کو سنگ بے بنیاد خیال کرتے ہیں۔ اور

محافت میں پیغام مسلح کے ذریعہ اور ٹریکٹوں کے ذریعہ مقابلہ کرتے ہیں۔ جن کے پیشے لیڈر مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ بہرام الدین صاحب جو مقابلہ سے کسی چیز کی خوبی معلوم ہوتی ہے۔ مولوی صاحب کا ٹریکٹ اگر شائع نہ ہوتا تو مولوی صاحب کی نسبت ہم ایسا خیال ہی ہرگز نہ کر سکتے اور نہ جماعت فقہ میں بڑی۔ اس زور کی باد مخالف نے حضرت صاحبزادہ اولوالعزم کے منجانب اللہ خلیفہ نے پیر لنگادی۔ مولوی صاحب اگر ناخوش تک ہی نور لگا بیٹے۔ تو مخالفت حقیریں کوئی جنبش نہیں آسکتی۔ الحمد للہ اس وقت خدا ہمارے دستگیری فرمائی۔ اور مدعیان انتخاب پر ظاہر کر دیا کہ خلیفہ خدا ہی بنایا کرتا ہے۔ ایک علی بنی ہے جو خدا نے ان لوگوں کو سکھایا ہے جو کہتے ہیں کہ انتخاب خلیفہ ہمارا حق تھا۔ حق بحق دار سید اب مخالفت سے کیا فائدہ۔ اپنے گئے پر غور کرو جو شخص خدا کے قائم کردہ خلیفہ کی مخالفت کرتا ہے۔ یا اسکی بیعت کو غیر ضروری خیال کرتا ہے یا انا جس قدر کا ذلیل لغو لگا سنے کی سعی کرتا ہے۔ وہ اپنا نتیجہ اور انجام خدائی قانون میں مشاہدہ کرے۔ احمدیوں کی ہر ہوا کو نہ لگاؤ۔ ایک امام کے ہاتھ پر خد جو جاؤ تا خدا اپنی برکات سادی سے اور انعامات کثیرہ سے تمکو مطمئن کرے۔ حضرت صاحب کے دعویٰ کو کھیل ڈو خدا کا جلال قائم کرو۔ اصل اسلام کے دسترخوان کو لوگوں کے آگے بچاؤ۔ پھر سب بھروسے آیت کریمہ ان اکملکم عند اللہ انتقام کہ خدا کے حضور عزت پاؤ گے۔ خدا یا تو خود سینوں کو کھول دے۔ امام کی شناخت بحث۔ استکبار و فرما۔ اور جماعت کو وحدت پر قائم فرما دے اور ہماری خصوصیات کی محافظت فرما۔ مخالفوں پر غلبہ سے آئین تم آمین (محمد فقیر الدخان بی۔ اے (علیگ) سٹی پی انسپکٹر مدرسہ مظفرنگر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
خداوند فضل علی رسولہ کریم
فراموشت شد اسے تو ہم احادیث نبی اللہ کہ نزد ہر صدی یک مصلح امت شہید ہوا اے آسمانوں اور زمینوں کے خالق مالک رحمن اور رحیم خدا ہم پر رحم فرما۔ اور اس ابتلاء میں ہمارا ساتھ دے۔ ہم دین کے سچے خادما ہیں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ شرف و جزا۔ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے سچے تابع ہمدی موعود کی غلامی میں سمیرا اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل کر۔ اپنے مرسل کے جانشین خلیفہ کی بھی اطاعت کی توفیق بخش۔ موجود ابتلا میں تیرے مرسل کے برگزیدہ اصحاب کے خلاف آوازیں بلند نہ کریں۔ انکی عزت و احترام برحق سمجھیں۔ مگر ایسا ہی نہ ہو کہ ہم قاتلان حسین رضہ تصور رکھ جائیں آئین تم آمین۔

کل پیغام صلح مورخہ ۱۲۔ مارچ ۱۹۱۲ء کو پڑھ رہا تھا۔ دل آؤ آؤ آؤ آؤ دور رہا تھا۔ کلیجہ پٹھا جاتا تھا۔ خدا سے پاک کی بھی بارگاہ میں سجدے کئے۔ دعائیں مانگیں۔ اے معبود سچے معبود اچھے معبود جدی اپنی رحمت نازل کر۔ ایسا نہ ہو تیرے مرسل کی مقدس جماعت میں نفاق کے ناپاک بیج بوئے جاویں۔ ہم گنہگار بندہ ان صدیوں کے قابل نہیں۔ ہم کو استقامت بخش۔ عجیب

اضطراب در یہ جینی لاحق ہتی۔ گھڑی بیتا گھڑی بیٹھتا۔ دل میں بخارا شقت۔ قلم اٹھاتا۔ لکھنا چاہتا۔ پیر سوچتا۔ تو کیا اور تیری بساط طکیا۔ خلافت کا معاملہ ایک طرف عالیجناب حضور میا نصیب روح فد اباد۔ دوسری طرف انجیم مولوی محمد علی صاحب مرسل خدا کے برگزیدہ صحابی۔ کروں تو کیا کروں۔ کہوں تو کیا کہوں؟ خدا کے معبود سچا۔ اس کے احکام پر حق۔ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ کا فرمان پورا ہو پر ہو۔ مسیح معبود ہمدی مسعود عین وقت پر آیا اور جل لباب۔ اوسی کا زمانہ۔ اسی کے غلام۔ وہی دارالامان۔ اور وہی ہم۔ اسی سے ہم لوگوں نے اس زمانہ کی بنیاد ڈالی کہ تیرے محبوب کے الفاظ پورے ہوں۔

فراموشت شد اسے تو ہم احادیث نبی اللہ کہ نزد ہر صدی یک مصلح امت شہید ہوا دل بے قرار۔ زبان گنگ۔ خیالات پریشان۔ ماتھے میں رعشہ عجب عالم تھا۔ جب عالم خیال میں ان مقدس اصحاب کی مبارک صورتیں آنکھوں کے سامنے آتی ہیں۔ جنہوں نے اشاعت اسلام میں حضرت مسیح کا دل و جان سے ساتھ دیا۔ کچھ کہنے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ لیکن جب عالیجناب حضور میا نصیب کی مقدس جناب میں یہ دل حاضر نہ ہوتا ہے۔ لرزتا ہے۔ یہ اس پیار سے کا لال ہے جسے جانشین فرمان کر سکتے ہیں۔ یہ اس محبوب کی نشانی ہے۔ جس کے قدموں پر ہم اپنی آنکھیں پھیلانے کو طیار تھے فطرت اس سے انس پیدا ہوتا ہے۔ دل اس کی حمایت میں آواز بے بلند کرتا ہے۔ لاچار۔ خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔ کل کا کل اخبار سرے سے اخیر تک پڑھا۔ پھر پڑھا۔ اور غور سو پڑھا۔ صرف مندرجہ ذیل باتوں پر زور دیا گیا ہے۔ وہ ہوا ہذا۔ (۱) میا نصیب صاحب سے اسلام اور کفر میں اختلاف ہے یعنی کل غیر احمدیوں کو کافر نہ کہا جاوے؟

(۲) احمدیوں کو اب کسی امام کے حیثیت کی ضرورت نہیں وجہ و دلیل کوئی نہیں شاید یہ وجہ بغیر شوریٰ مشورہ کے میا نصیب سے خلافت کا منصب لیا۔ اب ضرورت نہیں کہ احمدی اصحاب بیعت کریں؟

(۳) الوصیت پر کیوں عمل نہ کیا جاوے؟ یعنی ہر چالیس سالوں سے بیعت لینے والا خود مختار امام مان لیا جاوے۔ شوق اول کی تائید میں حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم و مغفور کے حکم کا بھی اظہار ہے۔ اگر واقعی خلیفہ مرحوم و مغفور کا کوئی حیرج اور شرح حکم ہے۔ تو چشم ماروشن دل مانتا۔ امام یا خلیفہ امام کے خلافت اور بلند کرے کیسے ہمارے سینوں میں مولویوں کے سے دل آزاروں نہیں ہم اطاعت کی گردن نہ ہٹاتے ہیں۔ ان تمام خلیفوں اور اول آزاروں کو جو حضور مسیح علیہ السلام اور ان کے غلاموں کیساتھ بیٹھیں ایک سرے سے بے لادیتے ہیں۔ اور اپنے خلیفہ مرحوم کے حکم کو مٹا کر انہوں پر لیتے ہیں۔ لیکن اگر حکم صریح اور عام نہیں تو ہم کہیں گے۔ ضرور کہیں گے اور کہیں بغیر نہ رہیں گے۔ حضور رحمت و رحمت خیر احمدیوں سے ملنا چاہا۔ جبکہ ہندوستان کے تمام علماء نے اس بات پر زور دیا۔ کہ ہم حضور کو عالم باعمل۔ مجدد وقت تسلیم کر نیکی سے لیا رہیں لیکن علیہ کو آسمانوں سے نہ اتارا جاوے۔ لیکن خدا نے نہ چاہا اور حضور نے

ایسا نہ کیا پھر دل آزار مولویوں نے خونہی کفر کے نوسے لگا کر گالیاں دیں۔ پتھر برسائے۔ حضور نے یہ شعر پڑھا۔
مومنوں پر کفر کا کرنا گمان۔
ہو یہ کیا ایمانداروں کا نشان۔

اور ایک صریح حکم نافذ فرمایا۔ کہ غیر احمدیوں کے پیچھے ناز نہ پڑ ہو۔ اور ان کے پیچھے ناز ہی نہ پڑتا ایک تبلیغ ہے۔ حضور کو یہ دکھانا منظور تھا۔ کہ خدا کے کام پورے ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ خدا کے مرسل اور اس کے جانشین جماعت دنیا داروں کے مطیع نہیں ہو سکتے۔ پورا ہوا۔ اور ایسا پورا ہوا کہ دشمنوں نے اچھی طرح یا بری طرح زور سے یا دلی آواز سے کہہ دیا کہ علی علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ بعضوں نے ان الفاظ میں حق کی تائید کی ہمیں وفات اور حیات سے بحث نہیں۔

اب اگر کچھ شورش پسند مسلمانوں کے سیل و سلاب ہم اس ضرورت کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ کہ غیر احمدیوں کو کافر نہ کہیں۔ یا ان کے پیچھے جو حضور مسیح معبود علیہ السلام کو کافر نہیں کہتے ناز پڑ لیا کریں۔ تو خدا را یہ خیال ہمارے دلیں کیوں پیدا نہ ہو کہ اس مظلومیت کے زمانہ میں جبکہ قوم کا ایک ایک تنفس ہمیں نیست و نابود کر دینے کا خواہش مند تھا۔ خدا نے پاک سنے ہمیں اپنے ارادوں میں ایسا کامیاب کیا۔ کہ آخر دشمنوں کی نظریں مشتاقانہ ہماری طرف اٹھیں اور چاروں جانب انہوں نے مسیح کے ناموں کو جادو میں تسلیم کیا تو ایسا اس اعتبار سے کہ زمانہ میں کیوں نہ کہا جاوے کہ اگر تم مسیح کو یہ علیہ السلام کو کافر نہیں کہتے تو کیوں اس قدر جرات نہیں کر۔ کہ خدا کی پاک جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ تو کیا چاہتے ہو؟ کہ خدا کی جماعت تمہارے ماتحت ہو جاوے۔ تو خود بائد۔

شاید چند غیر احمدی اصحاب جنہوں نے اخباری دنیا میں قوم کی راہی گا کر مسلمہ جیک کے دلوں کو تسخیر کیا ہے۔ ایسا کرنے میں اس وجہ سے جرات نہ کر سکیں۔ کہ ان کو اپنی حاصل کردہ جاہ و اقتدار کو جو پڑنا پڑے گا۔ تو اسے انصار اللہ بزرگان دین کو جلد باز کہنے والے بزرگاں اگر ہمیں قوم اندیشد اے قوم کا ساتھ دینا ہوتا تو ہم بھی گرا لگوٹ بنا کر سرحد کے رانگ تے کو اپنا سولہ بنا کر سرحد کے رانگ تے

انہیں نہیں ہمیں اس امام کی ضرورت تھی جو دنیا داروں کو خدا سے توفیق پاکر مومن بنائے۔ میرا اٹھانا۔ سو حضور کا پاک خود دنیا سے آیا۔ دنیا داروں اور امیر متکبروں کو دھتکارا۔ غریب پھیروں کو بلایا اور چمکارا۔ سو ہر گمان غریبوں کا ساتھ دینا ہے۔ یہی ہمارے امام کا مقصود تھا۔ ہمارا مقصود ہی۔ یہی ہمارا مطلب ہے۔ رہا کافر کا سوال۔ جبر طرح اور جس طریق اور منشاء سے غیر احمدیوں کو اخبار پیغام صریح ایک فرج سے کافر کہا ہے۔ ہمارا یہی ایمان ہے۔ جب تک کہ سرکشی نہ چھوڑیں اور علما خدا سے مرسل کی اطاعت نہ کریں وہ اس الزام کے دوا کا ہم غریبوں کو ملید تھا۔ سچے ہیں اور ضرور ہیں۔ استغفر اللہ! استغفر اللہ! استغفر اللہ! استغفر اللہ! استغفر اللہ! اگر کوئی خلیفہ وقت مصلحت سمجھ کر ایسا عام حکم نافذ کرے۔

تو میں چون و چرا کی ضرورت نہیں۔ لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ انصار الدین کو جلد باز کہتے والے بزرگوار امت کو دین و دنیا پر خود مختاری کے ساتھ کرنا چاہتے ہو اس صورت میں کسی حکم کی تعمیل عام طریق پر ہذا معلوم کس طرح ہو سکیگی۔

شیخ دویم۔ احمدیوں کو اب کسی امام کی ضرورت نہیں ہے یہ جملہ علت تھا ہے اس امر کا کہ جبہ حبیب گنگا رخص اپنی رائے ان با خدا لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ جن پر خدا کے فرشتے خاص رحمتیں نازل کرتے ہیں۔ میرے رائے میں یہ جلد دل دلائے اور آئینہ مشکلات و مصائب کے ٹیل راہ کرنے میں اپنی نظیر نہیں کہتا تعجب ہے کہ اگر غیر احمدی اہل ہدی جہاں کا خود مختار اماموں کی حجت کر لیں۔ تو کسی امر متنازعہ پر ایک جمعی اور اجتماع عام کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ مثلاً زید نے حضور مہیا انصاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور یکے لے انجی مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر تو مہیا انصاحب کو بکر کیا تصرف ہے۔ انجی معظم کو زید پر تصرف پائیک کی جاتی ہے اجتماع عام ہونا ممکن التو کوع ہیں۔ لا بدی ایسی جماعتیں کھڑی ہو جائیں۔ جن میں خود غرضی کے ناپاک خیالات پھیلین اور جو میں گونڈوں میں شاید کوئی منٹ خدمت دین میں صرف ہو۔ ورنہ اپنی نفسانی جھگڑوں اچھڑے کی امتیاز میں وقت لگے گا۔

شیخ سوم۔ الوصیت پر کیوں عمل نہ کیا جاوے۔ یہ کہ الکل ہوا ہے کہ اس پر ضروری عمل کیا جاوے۔ اور اگر اجتماع عام اسی پر ہو کہ اب سے بیعت عمومیہ کے ساتھ وسیع پیمانہ پر لی جایا کرے تو یہی کوئی اعتراض نہیں۔ مولوی محمد علی صاحب۔ حضور مہیا انصاحب و دیگر انصار الدین قدر خدا میں مناسب سمجھتے۔ امام بیعت مقرر کر لئے جاویں۔ مگر امام بیعت نائب خلیفہ ہونی چاہیے۔

سے ایک۔ صرف ایک خلیفہ اعظم کے ہاتھ پر بیعت حاصل کریں۔ تاکہ اجتماع عام ممکن ہو سکے۔ دنیاوی انتظام میں ہر صوبہ کا گورنر یا صوبیدار اپنے اپنے اختیارات میں خود مختار ہے۔ لیکن اس کا سلسلہ ہی آخر ایک ایسے انجام پر ختم ہوتا ہے۔ جہاں کہ وہ ہی ایو تنکیر سر کو جکا دیتا ہے اسی طرح اجتماع عام ہوگا۔ اور تمام تقیض دور ہو سکیں گے اب رہا خلیفہ اعظم کا انتخاب یہ ایک اہم کام ہے خدمت دین میں کس کو چھوڑنا اور کس کو بڑا کرنا جاوے۔ ایک طرف خواجہ صاحب مولوی محمد علی صاحب معظم درم۔ دوسری طرف حضور مہیا انصاحب و مولانا محمد احسن صاحب مخدوم و محترم۔ ایک کو ایک بزرگ ایک ایک اعلیٰ میں اپنی رائے کا اظہار کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد بفضل خدا متقی۔ پر ہیہ کار۔ صاحب اور دیدار کیوں خلافت اعظم سے محروم رہ گئی جاوے۔ ایک تو حضور نے خلافت کے اہم کام کو تو لے لیا ہے۔ دوسرے کلام پاک کی آیت۔ لبس خلفہ۔ کے ماتحت میں کیوں نہ ہم اپنے پیارے خوب مولا مرشد کی صالح اولاد کو اولاد خلیفہ کریں۔ کیونکہ حضور مسیح موعود سے بڑا اور کس اعمال

صالح ہو سکتے ہیں۔ نہیں مگر سلطان احمد صاحب غرض نہیں مہیاں صاحب کو حضور اقدس نے اپنی دعاؤں میں شامل کیا۔ یہی حقیقی خدایں۔ باقی ان کے بعد اور اسکے بزرگ سے بزرگ احمدی کو خلافت اعظم کے دعویدار ہوئیے یہی خیال باز کہہ گا۔ اب یہ کہا جاوے کہ حضور کی اولاد کوئی اور دعوہ یا بنو الاغلیفہ ہوگا۔

× × × × × ہوگا۔ ضرور ہوگا۔ خدا ہم کو اور ہماری اولاد کو اس کی حمایت میں آوازے بلند کر نیکی و توفیق دے آمین لیکن لے انصار الدین کو جلد باز کہتے والے بزرگوار۔ اب ہمیں کوئی حق حاصل ہے۔ کہ حضور مہیا انصاحب کو خلافت اعظم سے محروم کیا جاوے۔ جب تک کوئی مہیاک بزرگ خاتم برہمن حضور مہیا انصاحب کو شرعی طریق پر ناقص ثبوت نہ دے۔ تو یہ تو یہ تو یہ!

ان دعوہ اختلافات کا پیش کرنا رعوت پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اخبار کی تحریر بیاتی سے پر ہے۔ اشارہ چند جملہ جگہ پر کہ جہے رقت ہو گئی۔ توٹ کرنا ہوں۔

۱۔ بیعت کی ہم احمدیوں کو ضرورت نہیں۔

۲۔ ان ان شرطوں پر امام مان سکتے ہیں۔

۳۔ تمام انجینیں ترسیل زر سے بازر ہیں۔ جب تک فیصلہ نہ ہو۔

جملہ غیر مسلم علاوہ مہیاں کے ایک پاک خیال دلیں پیدا کرتا ہے۔ میں زیادہ لکھنے سے غایف ہوں۔ دین کا معاملہ ہے۔ خدا سے استغفار طلب کرنا ہمارے مولا کا ارشاد ہے۔ آخر میں میں نہایت ادب سے اپنے بزرگوار اصحاب سے معافی چاہتا ہوں۔ مبادا جوش میں میری تحریر کو فتنہ پر تحول فرمادیں۔ خدا نیت کو خوب جانتا ہے وہ عالم الغیب ہو میں سادہ لوح احمدی ہوں معاف کر دیں اور دعا کے غیر سے یاد کریں۔

(حضور کے خادموں کا خادم۔ اذنا خادم با صبر خادم خالسا محمد حسن آسان احمدی دہلوی ۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء)

پیغام ذریت اور شوری

فان کنت بالشوری ملکت امروہم
تکف بہذا او المشرکون غیب
وان کنت بالقربی حجبت خصیبہم
فغیرک اونی بالشی و اقرب
مندر جبالا لبر و شعرا ل تشیع کی کتابوں پر طعن و ملامت کی بنا پر حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے حقیقی درج ہیں آج کل پیغام صلح لاہور جو پیغام جنگ نہیں بلکہ مضامین و اصلاح کا ایکٹ کر رہا ہے اور جنگی لباس میں نقل دریں ہو کر نکلتا ہے۔ ان ہر دو آبیات کی شرح و تفسیر کا کام ۲۰ صفحہ پر لکھ لکھا ہے۔ یہ ہے چشم زدن بن راہر کا منہ مڑتے شری کہ ہر جانتا ہے اور منزل سجاستے

کا نذرہ سامنے آجاتا ہے۔

ترجمہ نرسی بکلیہ اعرابی و لکین کہ تو میری تیرنگان است

۲۲ مارچ ۱۹۰۵ء کے پرچم میں یہ نامہ وار نویس لکھتا ہے کہ (صرف لفظ ذریت کی موجود بنیاد جو سب جماعت پر استعمال ہو سکتا ہے ایک شخص کو بغیر شوری اور ان لوگوں کے آرا لینے کے × × × × × صرف ان چند لوگوں کی مرضی سے جن کو حسن ظن انسان ہو چکی وہ سے غلطی سے ڈال گیا ہر ایک ایسی قوم کا لیڈر بنادیا جاوے جس نے ساری دنیا سے بذہی جنگ مٹان رکھی ہے) جن لفظوں پر نشان دیئے گئے ہیں وہ راقم کی قابلیت پر گواہ ہیں۔ لفظ ذریت کا معنی لغت میں (فرزندان) ہے لفظ کو اپنے حقیقی معنی سے بھیر لینے کیلئے اور مجازی معنی لینے کیلئے ہر شخص کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا ہاں جب حقیقی معنی لینے سے محذور لازم آتا ہو۔ اور قرینہ قایم ہو تب غیر حقیقی معنی لئے جاسکتے ہیں۔ اور اگر مجازی قسم سے کنایتہ استعمال ہو تو ہی اولاد کا حصہ زائل نہیں ہو جاتا۔ بلکہ دہرا ہو جاتا ہے۔ پس ذریت کے لفظ کو جو لفظ موجود ہے بلا ضرورت و قرینہ حقیقت سے بھیرا راقم کی خوش نیتی ہے؛ یا انکار اور عناد کے باعث انگریزیت تثبیت بالخشیش کی طرح بیہودہ حرکت ہے۔

الوصیت کی اصل عبارت یوں ہے (میں تیری عمت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قایم کروں گا) اگر اس لفظ کا مفہوم عام لیا جاوے۔ تو سرے اس لفظ کی ضرورت ہی نہیں رہتی اور مطلب پورا ہو جاتا ہے دیکھو دیں تیری جماعت کیلئے ایک شخص کو قایم کروں گا) صاف ظاہر ہے کہ قایم ہو سکتا ہے جماعت اور متبعین میں سے ہوگا۔ یہاں کیونکہ یہ وہم نہیں ہو سکتا کہ قایم ہو سکتا ہے جماعت میں سے ہوگا۔ جس کے ذریعہ ذریت کا لفظ عام معنوں میں آیا ہو۔ بلکہ یہ حقیقی معنی سے تخصیص کا نایکادہ دیتا ہے۔ ورنہ ضائع جاتا ہے لفظ ذریت کے معنی جماعت کر کے اب جو اوپر چپاں کر لینے سے یا اپنے بھجیاں پر چپاں کر کے سے مندرجہ عنوان بیت ثانی الالب کر تشید مطاعن کو کہے ہیں اور باطل کی تائید فرما رہے ہیں انھوں! اور بغیر شوری اور چند لوگوں کی مرضی سے جو تحریر فرمایا ہے۔ صرف نادانی نہیں ثابت ہوتی۔ بلکہ بغض و عناد کے باعث دلوا لگی ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں متضاد ہیں۔ چند لوگوں کی مرضی سے ہوا تو اتفاق شوری تو ہو گیا بغیر شوری کیلئے لکھا۔ اور اگر یہ مراد ہو کہ بعض از باب حل و عقد کا اتفاق نہ ہوتا تو وہ دوسرے سے مختلف ہی نہ تھے۔ بلکہ خلافت کے خلاف تھے۔ جو لوگ قیام خلافت کے مستعدی تھے ان کا توافق ہو گیا بغیر شوری کی کس طرح ہوا لہر حال بغیر شوری کا کہ اس لئے پہلے بیعت کا پارٹ لیا ہے مع شے زاید کیونکر پہلے شوری کے منکر و مخالف تو شوری میں شک نہ کھتے تھے

اور یہ سب سے بغیر شہری کے زیادہ کر رہے ہیں :-
آفرین شاگرد فتنہ رفته باد استاد میر سید
 سنی تھے۔ آپ کو استاد سے ہی بڑھ گئے۔ متخلفین موجود
 تھے کہ خلافت کو منہدم نہ کر سکتے کی حالت میں انکا عدم وجود
 برابر اس لئے ضروری ہے۔

فکیف یجوز انہما شیئ من غیب
 صحیح ہو رہا ہے اگر یلو پلک کے سوا عن درست دیکھ میں تو یہ
 ہی درست ہے ورنہ اسے پیغام تیر ہزار انوس (حسن ظن لوگوں
 کا تیر شاق کفر) کے ظن لوگوں کے اجتماع کو جائز شوری کہا
 جاسکتا ہے۔ واضح ہو کہ امام علیہ السلام کے متبع تو صرف امام کو
 متبع اور فتنہ نہیں ہیں بلکہ صحیح انبیاء علیہم السلام کے مقتضائے
 (شہادۃ من الدین) وہی ہے لہذا والدی اور حینا
 الیک و عباد من بہ ابواہم و موسیٰ و عیسیٰ (آپ کے
 اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دریت ہی ہیں
 اور الوصیت میں تیر ہی ہی دریت سے ہے۔ جس
 کے لئے راقم کی سب سے زیادہ غور ہو سکتے۔ آپ کہتے ہیں اور
 زیر عنوان (ہم ایک ہی کے سلسلے کے پیغمبر ہیں)
 کہ لکھتے ہیں ہم میں سے کسی حق حاصل نہیں ہے کہ
 ہم میں سے کسی کو بڑھ چھٹ جاوے ہم کسی کو بڑا
 نہیں مان سکتے۔ آخر کیا یہ ہی کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ یا
 استغبار اور خدا کا؟ قال اللہ تبارک و تعالیٰ انما انزلنا
 الذین احصی فینا من عبادنا فمنہم ظالم
 لنفسہ منہم مقتصد ومنہم سابق بالخیر
 باذن اللہ ذالک ہوا الفضل لکبار و قال تم
 انظر کیف فضلنا بعضہم علی بعض ولا حضہ
 اکبر درجات و اکبر تفضیلا و قال تم و کنتم
 ازواجاً ثلثہ۔ بغیر نبوت نے تشبہ فرما سب برابر کر دیا
 ہے۔ نیز میں ہی باوجود وحی و انوار کے مراتب کا فرق
 ہے قال تم فضلنا بعض النبی علی بعض الا یہ
 تم نے خلیفہ اول کو قبول مان لیا۔ وہاں حضرت امام کی شہاد
 تھی تو یہاں ہی تو ہے۔ مگر تمہارے دل سے ادب اٹھ گیا
 ہے۔ اب تمہارے لئے سب چیل میدان ہے۔
 صحرا دید از خانہ جو دیوار خاندانہ قال اللہ تعالیٰ
 یا ایہ الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ و لا
 تلتزموا اخلافت الشیطن انہ لکم عدو و صلیب
 فان لالت من بود صاحبکم البیت فاعلموا ان
 اللہ عزیز حکیم نہ خفیہ کی طرف نظر حقارت دیکھنے سے
 کے بلکہ طرز سے روکا گیا ہے او پیغام تو آدم کی
 اولاد و ہر نسل کے خدائات پھیلا رہے
 اس کی بوجہ تیری گردن پر ہے۔ تو کیا پیارا
 چہ پہا اب تو حضرت کی پڑیا ہو کر نکلتا ہے۔ انوس
 تم ساری دنیا سے صلح کر کے گہر میں بلا دینے جنگ شروع
 کر دی ہے۔ تو تائب و دوم ہو جاوے مشقی نہ ہو سکتا کہ مضاف
 کر دیا جائے۔ ورنہ فاعلموا ان اللہ عزیز حکیم تم نے لکھا ہے
 کہ (میں اور اس کے مریدوں میں وحی الہی و تائید الہی کا فرق تھا)

یہ وحی تو تمہارے اور مخالفین کے درمیان مابہ التزاع ہے۔ گویا
 تم دشمنوں کو مبارک سے رہے ہو اور تائید تو کبھی بند نہیں ہوئی
 اور نہ ہوگی قال اللہ تبارک و تعالیٰ اولئک حزب اللہ الا ان
 حزب اللہ هم المفلحون و قال تم فایذنا الذین امنوا
 علی عدوہم فاصبحوا ظاہرین و جنتا خلاف و اختلاف
 امنہ احمدی میں پھیل رہا ہے۔ او پیغام یہ سب مخالفین کی اور
 تمہاری گردن پر ہے فقط
 (خاکسار غلام احمد اختر ادب)

تقریر احسن

وہ خطبہ جو حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب
 فاضل امرہوی نے جمعہ کے روز مورخہ ۲۰ مارچ ۱۳۸۷ھ مسجد
 احمدیہ واقعہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں پڑھایا (پیش)
 اقل آپ نے خطبہ ناوردہ مندرجہ احادیث پڑھا۔ بعد
 درود شریف صلوٰۃ تنجیدنا کے سید سے بیعت
 کی دینا فتح بینا دین قومنا بالحق دانت خیر
 الفائنین و دینا تقبل منا انک انت السميع العليم
 پھر اعوذ بکرم یہ آیت پڑھی والذین امنوا و اتبعوہم
 ذریعتہم بایمان الحقنا بھم ذریعتہم وہما
 التہم من عملہم من شیئ۔ پھر فرمایا :-
 ایہا الکحاب یہ خاکسار۔ حضرت مولانا مولوی نور الدین
 صاحب خلیفۃ المسیح کی عبادت کی تقریب میں وطن سے
 چلا تھا۔ اور دوسرے پترے روز میرا و اس جانیکا ارادہ
 تھا۔ میری عمر کا گویا کل حصہ گزر چکا ہے بلکہ حضرت خلیفۃ
 المسیح رضی اللہ عنہ کے عرصہ دو سال زیادہ ہی ہے اور قرآن
 بالکل کمزور ہو چکا ہے۔ اس وقت میں اس آیت کے متعلق کچھ
 بیان کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے ہمارے اصحاب کو اس بات کا فہم کرنا
 چاہیے کہ ایک حدیث جو سند امام احمد کی حدیث ہے یہی
 ہے یہاں دلائل النبوة میں لکھی ہے وہ ہر سب کے لئے موجب غرور
 اور اس کی عزت بفضل تبارک و تعالیٰ و احسن منہم لہا بلحقوہم
 پر علاوہ ہے۔ یہ حدیث اس جماعت کیلئے ہی لکھی گئی ہے
 اور غالباً آج تک ہمارے رسالوں میں یہ حدیث نہیں لکھی گئی
 اور غالباً آپ لوگوں نے سنی ہی نہیں ہوگی۔ اس کا فہم کرنا
 جماعت کر ہے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اور
 حضرت حذیفہ سے روایت ہے۔ قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم تكون النبوة تمیکر ما شاء اللہ
 ان تكون ثم یفعلہا اللہ تعالیٰ ثم تكون خلافت
 علی صہاج النبوة ما شاء اللہ ان تكون ثم یفعلہا
 اللہ تعالیٰ ثم تكون ملکاً عاجلاً فیکون ما شاء اللہ
 ان تكون ثم یفعلہا اللہ ثم یكون ملکاً جریئاً فیکون
 ما شاء اللہ ان یكون ثم یفعلہا اللہ تعالیٰ ثم تكون
 خلافت علی لمنہاج النبوة ثم مسکت رواہ احمد و
 البیہقی فی دلائل النبوة مشکوٰۃ شریف باب الخلفاء

والخلفاء یوصفون بن السطوین لکھا ہے الظاہر ان
 المراد بہ زمن عیسیٰ و المہدی۔
 اولاً یہ سمجھنا چاہیے کہ زمانہ دوری ہے بطرح
 جسمانیات میں دورہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ رات دن کا دورہ ہے دن جاتا
 ہے تو رات آتی ہے۔ پھر رات دن میں پانچ دورے
 نازکے ہوتے ہیں۔ صبح۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء پھر
 صبح کا وقت آتا ہے۔ اور پھر رات کا وقت آتا ہے۔ اس
 کے علاوہ ایک دورہ ہفتہ میں ہوتا ہے جو جمعہ کا دن ہوتا
 ہے۔ کیا متبرک دن ہوتا ہے میں اسکی غریباں کہا تک بیان
 کروں۔ پھر ایک دورہ سال میں آتا ہے ذہ حج کا دورہ ہوتا
 ہے۔ یہ دورے آتے ہیں اور کبھی کبھی متبرک اوقات نکلتے
 ہیں۔ اس ہی بنا پر لیلۃ القدر کا دورہ ہے انا انزلنا فی
 لیلۃ القدر و دیکھو شب قدر کا دورہ ہی ہوتا ہے اور کبھی
 برکات و افضال الہی اس رات میں نازل ہوتے ہیں۔ اگرچہ
 بظاہر ان سب زمانوں کی شکل ایک ہی ہے۔ لیکن وہ دنیا یا
 رات ایسے ہوتے ہیں کہ قطع نظر عام صورت زمانہ کے
 ان دنوں اور اوقات میں اتنے افضال الہی نازل ہوتے ہیں
 کہ انکی قدر اللہ تعالیٰ کے اولیاء اللہ کو ہی معلوم ہوتی ہے
 لیکن ظاہر صورت میں ان دنوں میں کوئی فرق نہیں معلوم
 ہوتا۔ جمعہ کا دن ہی سب دنوں کی طرح ہوتا ہے مگر اپنی
 خوبیوں کے لحاظ سے اس میں کثرت اور تفاوت ہوتا ہے۔
 شب قدر کا جو دورہ ہوتا ہے۔ جسے متعلق انا انزلنا فی
 لیلۃ القدر کی آیت کریمہ وارد ہے اسکی نسبت فرمایا گیا
 ہے لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔ تو اس طرح
 روحانیات میں دورہ ہوتا رہتا ہے اسی طرح جسمانیات
 میں بھی ہوتا ہے۔ مثلاً موسم برسات کو دیکھ کر نباتات اور
 طرح طرح کی سنبھیاں کبھی کبھی غائب پیدا ہوجاتی
 ہیں۔ تو جسمانی اور روحانی دورے اگرچہ ایک شکل رکھتے
 ہیں۔ مگر مدارج میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔
 مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو قرآن کریم میں دیکھو حضرت
 ابراہیم دعا فرماتے ہیں :-
 ربنا انی استسکنت فی ذریعتی و اذ غیو ذی ذرع
 عند بیتک المحرم۔ ربنا یقیموا الصلوٰۃ فاجعل
 اقدارک من الناس قوی الیہم و ارزقہم من
 القمات لعلہم یشکرون ۱۰
 یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور اسی دعا کا نتیجہ ہے
 کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے اولیاء اور مقررین کو انکی منزل
 سے عرب اور دنیا میں بھیجا۔ یہ نہیں کہ آپ کے بعد مہربن کا سلسلہ
 بند ہو گیا ہو بلکہ بڑے بڑے انبیاء دنیا میں آئے۔ پھر اس
 کے بعد شرک عظیم پیدا ہوا اور بالآخر اس کے دغیر کیلئے
 ہمارے سید خاتم النبیین کی بعثت کا وقت آیا۔
 تو یہ روحانی دورے تھے۔ اس حدیث مذکورہ میں
 پانچ بڑے بڑے دوروں کا ذکر ہے جو امت محمدیہ میں
 ہونے والے تھے۔ الحاصل جبکہ دورہ شرک پھیل گیا

اور خود کہہ میں ۶۰ بت رکھے گئے۔ اس وقت نبی کریم
کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور وہ مندرجہ حدیث
مذکورہ یہ ہے کہ اول تو ہمارے درمیان نبوت کا دور ہے
چنانچہ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو وہ دور
قائم رہا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کے وصال کے
بعد دورہ خلافت بنوہ شروع کیا۔ اس کے بعد جب تک نبوت
ارشاد فرمادیا کہ دوسرا دور خلافت نبوت کا ہوگا۔ یہ
خلافت منہاج نبوت کے مطابق ہوگی جب تک اللہ
چاہے یہ دور خلافت رکھیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی واقعہ ہوا کہ
خلافت نبوت تیس برس تک رہی۔ اور پھر آپ نے فرمایا کہ
اس کے بعد ایک دو ٹکڑا ٹکڑا بادشاہت گزرنے ہوگی اور لوگوں
کو گزند پہنچے گا۔ اور ایک نقصان عظیم ہوگا۔ پھر فرمایا کہ
جو تھا دورہ بادشاہت جبر سہ کا ہوگا۔ یعنی جبر ہوگا۔ تو
یہ چار دورے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے
بالآخر جس کے بعد سکوت فرمایا۔ وہ ہمارا ہی زمانہ ہے۔
جس کے متعلق اسی حدیث میں ارشاد ہے کہ :-
ثم تكون خلافة علي منہاج النبوة۔ اس
پہلی ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام بروز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ ایک تو
آپ کا دورہ نبوت ہوا۔ اور دوسرا آپ کی خلافت
کا دورہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق نبی کا
لفظ صحیح مسلم وغیرہ میں موجود ہے میں ان کو کلی نبی یعنی
شارع نبی نہیں کہتا۔ بلکہ ظنی کہتا ہوں۔ اصل نبی تو آپ کو
مقتدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور حضرت مسیح
موعود علیہ السلام نے ہی ایسا ہی فرمایا ہے :-
دگر استادانائے دارالافتاء و خاندان وردستان محمد
یک قسم دوری ازان عالیجناب و نزدیکی است شأن بناب
اب ظل کو ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ وہی اصل نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ آپ کے
ظل میں اصل ہے کچھ فرق ہے۔ ظل اور اصل میں کچھ فرق تو
مسلم ہے اور ساتھ ہی ایک سرسوز فرق نہیں ہوتا ہے۔
آئینہ میں اصل سے عکس پیدا ہوتا ہے۔ اگر اصل کو اٹھا
لیا جاوے تو کچھ نہیں کہتا۔ پس اصل کی کوئی کمال طاقت
کرتا ہے۔ تو وہ ظل ہو سکتا ہے۔ اگر اصل نہ ہو تو کچھ بھی نہیں
پس اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا آئینہ میں اصل اور عکس کا ہے۔ پس
اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ پانچواں دور خلافت علی
منہاج النبوة کا ہوگا۔ یعنی مسیح موعود علیہ السلام کے
بعد یہ دور شروع ہوگا۔ چنانچہ مسیح موعود آئے اور شرک
عبودی وغیرہ کے فیادوں کو دور کیا۔ آخر حدیث میں راوی کہتا
ہے کہ پیر آپ خاموش ہو گئے۔ اگرچہ اس حدیث کو حضرت
عمر بن عبد العزیز پر بعض علماء نے لگا پایا ہے۔ مگر محققین
ثابت کر دیا ہے کہ یہ حدیث مسیح موعود علیہ السلام کے
زمانہ کے متعلق ہے۔ پہلے وقت جو پانچواں دور ہے۔
جس میں ہماری تمام جماعت کو داخلین منہاج لہما
بالحق و بصم کی آیت کریمہ کا فخر حاصل ہے۔ وہ علی

منہاج النبوة ہے۔ حاضرین میں سے اکثروں نے حضرت
مسیح موعود کی صحبت فایزہ اٹھایا ہوا ہے۔ اور دین متین کیلئے
برسی بڑی کوششیں کی ہیں۔ تو چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے آخر حدیث میں سکوت اختیار کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی
اور دورہ ہوتا تو آپ فرمادیتے۔ مگر چونکہ آپ نے کچھ نہیں فرمایا
اس لئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اب آخری وقت ہے اس
لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے وجا عمل
الذین اتبعوك فوق الذین كفوا الى يوم القيمة۔ پھر
دوسری جگہ الہام ارشاد ہے وما ادرسلنا الا رحمة
للعالمین۔ پس دیکھو جیسے رسالت نبی کریم نے تمام عالم کو گھیر لیا
ہے اور زمانہ قیامت کو ہی گھیر لیا۔ کیونکہ آپ میں تمام کمال اللہ نبوت
جمع ہے۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی مستقل شریعت والا نہیں
آسکتا تھا۔ اس لئے قدرت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کا نام ہی غلام احمد اچمل ہی رکھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا تصرف
ہے۔ پھر میں مکر کہتا ہوں۔ کہ بطرح رسالت نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے تمام عالم کو گھیر لیا اور زمانہ کو ہی لیا یعنی زمانہ کو قیامت
تک گھیر لیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو علی
منہاج النبوة مبعوث ہوئے تھے۔ تمام عالم کو اور زمانہ قیامت
تک کو گھیر لیا۔ اب بتاؤ کہ کون سا زمانہ اور مکان نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی نبوت اور مسیح موعود کی خلافت عامر سے باہر رہا ہے
اس زمانہ خلافت عامر میں دو خلیفوں کا ہونا قیامت تک کیونکر ممکن
ہو سکتا ہے کلا وحاشا۔

آیت مذکورہ وجا عمل الذین اتبعوك فوق الذین
كفوا الى يوم القيمة میں ایک نکتہ ہے وہ یہ کہ اس وقت
قلو و سرکاری تمام دنیا ہے اگر کوئی اسلامی سلطنت ہو
تو اس میں ہی برٹش گورنمنٹ حکومت کر رہی ہے۔ غرضیکہ تمام جگہ
سلطنت کا قبضہ اور حکومت ہے۔ کیونکہ اکثر کے لئے کل کا ہی
حکم ہوتا ہے۔ اس پر ایک سوال دارد ہوتا ہے جو عیسائی صاحبان
پیش کیا کرتے تھے تو دیکھو قرآن کریم میں لکھا ہے کہ متبعین عیسیٰ
علیہ السلام تمام دوسرے لوگوں پر غالب ہوں گے و عیسائی
لوگ اکثر دنیا پر حکومت کر رہے ہیں؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ
نے حقیقی طور پر مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دیا کہ وجا عمل
الذین اتبعوك فوق الذین كفوا الى يوم القيمة۔ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام اور اس کی جماعت مراد ہے۔ کیونکہ تم حقیقی متبع
نہیں ہو۔ بلکہ مسیح موعود علیہ السلام کے متبع حقیقی متبع ہیں۔
اس آیت پر علماء نے بڑے بڑے رسائل لکھے ہیں۔ مگر اس کی
شرح سے کوئی ہی اس حقیقت آیت کریمہ نہیں پہنچا سکا ہماری
جماعت کے جو مصداق معنوں اسی آیت کے ہے۔ کس قدر ہم کو
باتباع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ فضیلت حاصل
ہوگئی ہے اور بموجب حدیث مذکور کے اس دورہ نبوت پانچویں
میں فضیلت خلافت علی منہاج النبوة کی ہی حاصل ہو
مگر مسیح موعود علیہ السلام کی ذات باریکات نے ہی اس کو حل کیا۔
تو یہ کس قدر ہماری جماعت کیلئے فخر کا مقام ہے۔ پس خلاصہ کلام
یہ ہے کہ امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے بغیر مسیح موعود علیہ السلام
کے اس اعتراض عیسائیوں سے بچا لیا۔ پس الہام وجا عمل الذین

اتبعوك فوق الذین كفوا الى يوم القيمة۔ اس سے ہماری
جماعت کو کس قدر فضیلت حاصل ہوئی۔ جس کا مستحق ہر ادا نہیں
ہو سکتا۔ اس دورہ فقیہت ہی ہے کہ
چوں مراؤزے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت ابن مریم نام سن بہادہ اند
اللہ تعالیٰ کے فرمان جایتے کہ عیسائیوں کا جو دعویٰ ہے
اعتراض تھا مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے اچھی طرح
رد کر دیا۔ اور حدیث ادھر یہ کہہ رہی ہے کہ یہ دورہ خلافت علی
منہاج النبوة کا ہے یہ اس پر علاوہ فضیلت حاصل ہے
ذرا ہمارے احباب کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ یہ دورہ
خلافت جو علی منہاج النبوة پانچواں دورہ قائم ہو رہا ہے یہ خلافت
عامہ ہے کہ تمام عالم کو قیامت تک شامل ہے اور ان کو چاہیے
کہ تقویٰ سے کام لیں۔ اور اس خلافت عامہ علی منہاج النبوة
کو قائم رکھنے کی کوشش کریں۔ اگر شیخ رحمۃ اللہ علیہ یاد رکھیں
سید محمد حسین صاحب وغیرہ خلیفہ ہونے لگے ہم ان سے
بھی سمیت کر لیتے۔

اس وقت ہم نے ایسے شخص کے ہاتھ پر سمیت کی ہو
جس کے فضائل الہامات میں بھی مذکور ہیں اور اس کے آثار
فضل اور اعمال صالحہ بموجب الہامات کے مشاہدہ کر رہے ہیں
اور ان خلافتوں کے دورے تو قیامت تک ضرور ہیں گے
مگر ہمیں معلوم کہ کب تک علی منہاج النبوة ہوں گے یا درمیان
میں فترت پڑ جائیگی اور اب تو پیشینگوئی مندرجہ حدیث مذکورہ افتر
ہی ہو رہی ہے اور پھر میں کہتا ہوں کہ ہمارے احباب کو چاہیے کہ
اس بات پر غور کریں اور خلافت عامہ علی منہاج النبوة کو
قائم رکھنے کی کوشش کریں نہ یہ کہ فقر و افراز ہو کر سوا و خوار ہوں
اس کے بعد مولانا موصوف نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج
میرے مکان قیام پر یہ پیغام بیکر صبح کے وقت چند آدمی
پہنچے تھے کہ آج اگر آپ خطبہ پڑھیں تو مسئلہ تنازعہ خلافت
کا ذکر ہرگز نہ کریں۔ کیونکہ آپ میں فساد ہو جائیگا۔ میں نے جواب دیا
تھا کہ مجھ کو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی مشروط خطبہ
کیلئے مجبور نہیں کیا نہ کبھی حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے
مجھے ایسی ہدایت کی۔ میں مشروط خطبہ کسی کی فرمائش سے
ہرگز ہرگز نہیں پڑھ سکتا۔ کیا میں پھر یا ہوں کہ تم مجھ سے ڈرتے
ہو۔ میں تو وہ ہوں کہ

تو برائے دھل کردن آسدی
نے برائے فصل کردن آسدی
اور میں تو اس لئے آیا تھا تاکہ آپ لوگوں کی زیارت ہو جائے
اور کتاب و سنت اور الہامات کی تبلیغ کر دیا دے۔
اس مضمون کا نصف حصہ جو باقی ہے دوسرے جگہ
میں بیان کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ :-

احمدی قوم اور اسلام کی توحید و تحفیر

ہدایت افسوس اور سوگواروں کے ساتھ مجھے اس ناگوار فرض کو ادا کرنا پڑتا ہے کہ میں احمدی قوم کے جذبات کی ناجائز تحقیر اور توہین کے سوال کو قوم کے سامنے پیش کرنے پر مجبور ہوں۔

میر جید جج بانسویں ہے کہ میں اس حق کے ادا کرنے کے اپنے دوستوں کو زنجیریں پہنے ہوئے میری صاف گوئی کی وجہ سے ناراض ہیں اور ناراض کروانگا۔ مگر میں حق کے بیان کرنے میں آج تک جیل میں داخل و صلاحت کا نشانہ رہا ہوں تو اب کوئی چیز مجھ سے روک نہیں سکتی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات پر علی طور پر اجماع جماعت کے دو گروہ ہو گئے۔ اس تقصیر کا موجب تو شخص ہوتا ہے۔ میں صاف اور کھلے الفاظ میں کہتا ہوں کہ جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے چند دوست۔ خواہ وہ اس فقرہ کیلئے صلاحت و حق کی تائید کو عدل میں پیش کریں یا دوسروں کے خیال میں صلاحت اور حق کا تحالف کہا ہو۔ مگر ایک بات ظاہر ہے۔ جماعت کا اجتماع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی حضرت حکیم اکرامہ کی موجودگی میں ایک خلیفہ کے تقرر پر ہوا۔ اور انجن نے رسالہ الوصیت میں جب شایع کیا تو اسے خلیفہ اول کے نام سے شایع کیا۔ آئندہ خلفاء کا سلسلہ منقطع کرنا تو خلیفۃ المسیح اور خلیفہ اول کہنا بے سود ہوتا۔ جو دلائل آج پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ اس وقت ہی موجود تھے۔ اس رسالہ تعالیٰ اور تواتر کے خلاف آج جو شخص کوئی بات جدید پیش کرتا ہے۔ لازماً وہ قوم میں تقصیر کا بانی کہلائیگا۔ یہ حال اس سوال سے قطع نظر مجھے جس امر نے مجبور کیا کہ میں ان بڑے کان کے ایک قتل پر قوم کو توجہ دلاؤں وہ یہ ہے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کلاھری پیغمبر کے ذریعہ بارہا تو قومی جذبات اور قومی عزت کی تحقیر اور توہین کیوں کی جاتی ہے۔

جن لوگوں نے حضرت امیر المومنین کے ہاتھ پر بیعت کرنی ہے۔ اور جو ان تک کرتے جاتے ہیں۔ باوجودیکہ ان میں خاندان نبوت کے مجدد۔ خاندان خلافت کے مجدد۔ صدر امتحان حلالیہ کے مہر علماء۔ گنج حقیق گورنمنٹ عہدار اور تاجر زمیندار۔ اخبار نویس۔ ہر طبقہ اور ہر عمر کے لوگ داخل ہیں۔ مگر کلاھری ہی پیغمبر پیغمبر ہر برابر ہی کہتا جاتا ہے کہ یہ اہل راستے لوگ توحید و تحفیر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے ان کی کیا مراد ہے؟ اگرچہ اپنے ہم خیال بھی اس کے زیر نظر میں لوگوں کو قوم کے طبقہ عظیم کی ہتک اور توہین کی جاتی ہے۔ اس کے منہ دوسرے الفاظ میں یہی ہے کہ یہ جھگڑا گروہ ہے۔ یہ ہیں پرستوں کا گروہ ہے۔ جنہوں نے ایمان نبی دیا ہے۔ اور ان میں کوئی علمی ترقی کی اسنگ باقی نہیں۔ اور یہ شخص جھگڑ چلا ہے۔ اور ان لوگوں نے گویا حضرت مسیح موعود اور خلیفۃ المسیح کی

کی نفس زندگی کو دیکھا ہے۔ یہ جماعت کے سرگروہ اور اہل راستے لوگوں میں۔ زمیندار۔ اور جٹ۔ اس قسم کے الفاظ کا استعمال بتاتا ہے کہ ان لوگوں کی نظر میں یہ حیثیت مجموعی کوئی قدر قیمت نہیں۔ اس سے تو ان پاک باز لوگوں کو خوش ہونا چاہیے کہ انہیں بھی ایسی خطابات سے یاد کیا گیا۔ جطر جطر پہلے راستہ بازوں کی جانوں کو کھایا۔ جیسے نوح کے خائف کیا کہتے ہیں اور دلنا بادی اللہ کی قرآن میں اسکی مثالیں موجود ہیں ایک شخص ایسی حالت میں جبکہ وہ اپنے خیالات چاہ کر شایع کر چکا ہے اور خلافت کے قائم ہونے سے پہلے بذریعہ تقریر تہا چکا ہے۔ اور پھر اگر قوم کا کوئی فرد یا جماعت اس کی بات نہ سنا چاہے یا فرض کر دوں کہ وہ تو اس کی توہین و بے حرمتی کے شورش تو آسمان سر پر ہٹا لیا جاتا ہے مگر یہ مسئلہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ حق ان پر سوگواروں کو کہاں سے پیدا ہو گیا کہ وہ ساری قوم کی توہین کریں۔ اور نفوذ بالذات انہیں بے وقوف اور جاہل قرار دیں کیونکہ انہیں تو اہل راستے سمجھا نہیں جاتا۔ اور ان کے ایک پاک فعل کو بھی بے جا لکھا جاتا ہے۔ جبکہ یہ نفوذ بالذات گواہنا ہوتے ہیں۔ ان تہذیب و شائستگی کے مدعیوں سے پوچھئے کہ تو قوم کو یہ حق ہے کہ وہ کس خطا اور جرم پر انہیں ایسا کہتے ہیں؟ میں نہیں سمجھتا کہ توہین کی اس ہتک کو کیوں گوار کیا جاوے انفرادی طور پر وہ کسی شخص کو اپنے رنج و غصہ کی وجہ سے جھپٹ نہیں کہیں مگر قومی رنگ میں اسکی اس طرح پر توہین کرنا ناشدنی نہیں۔

جن لوگوں کو آج کہا جاتا ہے کہ وہ اہل راستے ہیں وہ زمیندار اور جٹ ہیں وغیرہ وغیرہ کیا یہی وہ پاک جماعت نہیں جنہوں نے خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کو قبول کر کے اپنی دانش اور فراست کا ثبوت دیا۔ ان کی ایک ایک وجود خدا تعالیٰ کے مسل کا نشان اور آیت ہے اور اس کے صدق دعویٰ کی دلیل پھر تم لوگوں ان سے استہزا کرتے اور انہیں ہتھکڑیوں میں ڈالتے ہو۔ ہتھکڑی عرق میں حیمت کا فرد قوم انہیں کیا ہتھکڑیوں میں ڈالتے ہو؟ انہیں جو مالی قربانیات اخلاص کے ساتھ ان زمیندار جٹوں اور تہذیب کے خیال کے موافق عیزال راستے لوگوں کی ہیں۔ تم نے وہ نہیں کیوں یہ امر واقعی ہے اور اس موارد پر آگے تو بے شک ثابت ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیشہ ان عربیہ بر فخر کیا اور ان کو اپنی جماعت کے قابل قدر افراد ٹھہرایا یہی لوگ ہیں جنکا ذکر حدیث نبوی میں ہے کہ دین غریبوں سے پیدا ہوا۔ اور پھر آخری زمانہ میں غریبوں ہی کی طرف لوٹے گا۔ قرآن کریم میں ماحوروں کے رفقاء کی شان غریبوں کے رنگ میں دکھائی گئی ہے۔ اور تاریخ اس کی گواہ ہے۔ اگلا کہیلے تو اکابر مجرمیا ہی ہے۔ میں تو ان عربیہ زمینداروں ان جاٹوں۔ ان زمیندار اور عیزال راستے لوگوں پر ساری دولتیں ساری عزتیں اور سارے علوم اور ہتھکڑی ساری دانشیں قربان کرنا ہوں اس لئے کہ وہ خدا کے حضور استہزا قابل عزت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فیصلہ کر دیا ہے العزۃ للذکر والرسولہ وللمؤمنین

جمعیہ اور ان کو مکہ عند اللہ اتفاقاً یہ دگرگاہ تعلیمی حق جمعیہ خدا تعالیٰ کے حضور وقت اور عزت نہیں رکھتے اگر وہ آیات اللہ کی نصیحت اور استہزا کا ذریعہ ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی فرمایا ہے علم آل بود کہ نور فرست رفیق اوست اس علم تیرہ را بہ پیشترے کے خرم پس اگرچہ تم کو اپنی دگرگوں پر ناز اور اپنی خدمات پر فخر ہو مگر اس سے یہ سمجھ نہیں کہ قومی جذبات کی تحقیر کی جاوے اور ساری کی ساری قوم کو نفوذ بالذات قرار دیا جاوے اور ان کے ایمان کا فیصلہ ہتھکڑیوں میں لایا جاوے اس لئے کہ تم انہیں جاہل اور غیر اہل راستے قرار دیتے ہو ہوش کرو۔ احمدی قوم اگرچہ ان باتوں پر صبر کرتی ہے۔ اور یہ کہہ رہے ہیں۔ اہل تو نیز خاطر ایناں نگہدار کا خرمندہ دعوے حسب پیرم اس وقت تک خاموش ہے۔ مگر صبر کی کوئی حد ہوتی ہے اور ضبط کا کوئی انتہائی درجہ پہلک راستے کی یہ بے عزتی گوارا نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے احمدی قوم کو اپنی طرز عمل سے بنا دینا چاہیے کہ پیغام کی اس قسم کی تحریروں سے وہ قطعی بیزار ہے اور یہ بیزاری اس کے عمل سے ثابت ہونی چاہیے۔ جب تک کہ وہ اپنی اصلاح نہ کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیشہ اپنی جماعت کے خرابا پھر کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح نے اس امر کو آپ کی سچائی کی دلیل پیش کیا۔ مگر آج حکمرانانہ فکری قوم عزت و تکریم کرتی ہوئی ہے۔ اس تکریم اور عزت کا یہ بدلہ دے رہے ہیں۔ کہ انہیں بھی بے جا حال کے مصداق قرار دے رہے ہیں۔ اور جاہل اور جاٹوں کا مجمع قرار دیا جاتا ہے۔ افسوس! یہ صدآہ! ایک طرف تو قومی ہمہدردی و مساوات و اخوت کا وعظ کیا جاتا ہے اور دوسری طرف اپنے عمل سے ثابت کیا جاتا ہے کہ یہ افراد قوم گویا قوم کا کوئی مفوی حصہ نہیں۔ وہ اگر کوئی کام کریں اور وہ بھی دین اور سلسلہ کی خدمت و عظمت کا وہ ہی قابل پذیرائی نہیں۔ میں احمدی قوم کو پیغام اور اس کے حاملوں کے اس طرز عمل پر بیدار کرنے سے نہیں رک سکتا۔

میرے دوستو! یاد رکھو الحکم اپنے اصول کو چھوڑ نہیں سکتا۔ آجک اس نے صداقت کی تائید کی ہے اور وہ صدق کا موضوع لیکر شایع ہوا تھا۔ وہ سلسلہ کا خادم ہے اور سلسلہ کے بانی اور اس کے جانشین کی آواز کے نیچے تو اس کی آواز دب سکتی ہے والا قومی جذبات اور محوسات کے اظہار میں کسی خوف سے رک نہیں سکتا۔ وہ شخص جو در ذاتی سمجھوں کو پسند نہیں کرتا۔ اب ہی انجن اگر کوئی ایسا کام کرے گی جو سلسلہ کیلئے اسکی رفاقت میں غیر مفید ہووے پہلا ہوگا جو اس کے خلاف اشارہ کیا گیا۔ اور دوسرا خلافت کی طاقت کے کوئی اُسے روک نہیں سکتا۔ اور انجن سے مراد یہی میری نظر میں کوئی شخص خاص نہیں اور ایسا ہی انجن کے ہمروں میں سے اگر کوئی شخص سلسلہ کے

مدار اس کی کل جماعت نے بذریعہ تار بیت کر کے بیچ دیا اور صاحب نمبر صدر اخبار تار بیت میں اس کی کاپی لکھی

خلافت آواز اٹھا گیا۔ نو بلا لحاظ زید و بکر میں اسکی ایسی رائے کی مخالفت نظر نہیں آتا مادہ ہونگیا۔ و بالبد التوفیق۔
اس وقت میں احمدی قوم کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ پیغام کے اس طریق تحقیر کے خلاف آواز اٹھائے جو اس نے مجموعی طور پر قوم کی کرتی تشریف کی ہے اور وہ ان غلط طریقہ گفتگو کریں جو اظہار نفرت کے بھیج رہے ہیں۔ بلکہ ایسے غلط طورہ براہ راست پیغام بھیجیں اور ان کی نفرت سلسلہ کے دوسرے احباب راستہ میں شائع کریں۔

ڈاکٹر شہادت احمد حق بزبان جاری اور جماعت پر تیر اندازی

صاحب کے حشر میں اور پہلے بزرگ میں جنہوں نے جگر گوشہ رسول پر تیر پھینکا۔ اور انہیں توپ کہا اور پہلے بزرگ میں جنہوں نے قوم کی تحقیر دلوہین کر نہیں کمال کیا۔ اور پہلے بزرگ میں جنہوں نے قادیان سے نکل کر ہی شائع کیا کہ نصف سے زیادہ لوگوں نے بیعت نہیں کی۔ اب جبکہ پہلے پہلے طور پر اس واقعہ کا ان سے مطالبہ کیا گیا تو حیران ہو کر اس غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں مثلاً میں اس فقرہ میں اپنا مطلب پوری طرح ادا کرنے سے قاصر رہا۔ میرا مطلب یہ نہ تھا کہ جماعت میں سے بہت لوگوں نے بیعت نہ کی بلکہ مطلب یہ تھا کہ سمجھدار لوگوں میں سے زیادہ حصہ نے بیعت نہیں کی۔ کیونکہ اس وقت اکثر حصہ بیعت کنندگان میں سے انصار الہ کا تھا۔ عذر گناہ بزرگ از گناہ اسی کو کہتے ہیں کیا یہی وہ تقویٰ ہے جس کا وعظ کرنے کے لئے ڈاکٹر صاحب راؤ لینڈی سے باہر نکلتے ہیں۔
کفر و کرم کی بات ہے کہ غلط بیانی اپنی ہے۔ اور اس کو غلط فہمی کہہ کر لوگوں کی عقل و دانش اور فہم و فراست پر حملہ کر رہے ہیں۔ کیا ڈاکٹر صاحب کوئی جتنی زبان ابل رہے تھے جس کو کوئی سمجھ نہ سکتا تھا۔ اور یا جماعت کا طبقہ کثیر لغو بالذات ہے تو وہ صاحب نے یہ فقرے لکھے تو۔۔۔
اور حاضر الوقت جماعت میں سے نصف قریب لوگوں نے بیعت نہ کی اور افسوس کہ

تشریح بھی کر دی ہے کہ بہت سا حصہ دیات کے جٹ زمیندار کا تھا جو خلافت کے متعلق مشکلات کا علم نہ رکھتے تھے اور نہ اس معاملہ میں رائے لینی کرنے کے اصل تھے۔ میں حیران ہوں اور ہر ایک اکیلے جیروں کا کہہ گا کہ قومی تحقیر کا یہ حق ڈاکٹر صاحب کو کس نے دیا کہ وہ سب بے وقوف قرار دیتے ہیں۔ اور اپنے چند دوستوں کو صرف سمجھدار اور اہل اللہ سے ہر بار انہوں نے اس عقارت امیر طریق تحقیر کا استعمال کیا ہے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کی بجائے یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ لوگ کہ فی الواقعہ لغو بالذات ایسے جاہل ہیں کہ میرے ایسے فقرے کے معنی بھی نہیں سمجھتے۔ جو بعد میں ڈاکٹر صاحب خود بیان کریں۔
میں اس قومی تحقیر کے سوال کو قوم کے سپرگزتاہوں کو ڈاکٹر صاحب سے اب پوچھتا ہوں کہ وہ اگر حاضر الوقت جماعت کے نصف کے معنی آپ کی ڈکشنری اور اصطلاح میں وہی ہیں جو آپ نے کئے ہیں۔ تو میں اب پوچھتا ہوں کہ اس سمجھدار حصہ کی فہرست دیجئے جو اس وقت موجود تھا اور جنہوں نے بیعت نہیں کی۔ میں ناظرین کو مادہ کروں گا کہ وہ ڈاکٹر صاحب سے اس کا بار بار مطالبہ کریں۔ اور اس فہرست کی اشاعت کے لئے ان کو مجبور کریں اس سے حقیقت کھل جائیگی اور غلط فہمی نہیں غلط بیانی دور ہو جائیگی۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب اس فہرست کو پیش کرنے سے عاری ہیں کیونکہ ان میں انکی اخلاقی موت ہے۔ اور وہ ایسی فہرست پیش نہیں کریں گے۔ اور اگر پیش کریں تو وہی حقیقت کھلی جائیگی کہ جماعت کے کس قدر افراد ان کے نزدیک بے وقوف قرار رائے کے نااہل ہیں تو جب بسا تعجب کہ وہی قوم جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرے۔ تو دانشمند جب حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر جمع ہو تو صلحاء اور متقین کی جماعت اور جب حضرت ماحیزادہ صاحب کے ہاتھ پر جمع ہو تو ڈاکٹر شہادت احمد صاحب کے فتویٰ کے رد سے بھر پور حال کے سوا کچھ نہیں جانتی کیا اس قدر صراحت کے بعد ڈاکٹر صاحب آئندہ اپنی زبان کو روکنے کیلئے تقویٰ سے کام لیں گے؟ واقعات بتائیں گے

پیغام میں ایک گمنام احمدی پیغام پر ایک خواجہ کمال الدین صاحب کا اسم گرامی ایڈیٹر کی حیثیت سے شائع کیا گیا پھر منشی احمد حسین صاحب فرید آبادی کے چل جانے کے بعد منشی دوست محمد صاحب کا نام چند روز شہر مٹوا اب بظاہر کسی کو معلوم نہیں کہ کون ایڈیٹر ہے۔ یورپ کے ہی بڑے بڑے اخبارات کے ایڈیٹروں کا بعض اوقات پتہ لگانا مشکل ہوتا ہے۔ اسلئے جس اخبار کے ایڈیٹر کا پتہ چلا نا مشکل ہو۔ اس میں اگر کوئی گمنام نامہ نگار احمدی کی آڑ میں کچھ لکھے تو تعجب نہیں کرنا چاہیئے مگر یہ طریق درست نہیں قومی اور مذہبی امور پر جب تنقید کی جائے تو اسے پہلے پہلک میں آئے ہو تو بلا خوف و تردد لایم اپنے نام کو ظاہر دیتا کہ پہلک پر قومی اثر پڑے۔ پھر حال حضرت امیر المؤمنین خلیفہ ثانی سے یہ گمنام احمدی التماس کرتے ہیں کہ: "مولوی نور الدین نے خلافت قائم کرنے کیلئے نہ تو کوئی ایسی

پیغام میں ایک گمنام احمدی

خواجہ کمال الدین صاحب کا اسم گرامی ایڈیٹر کی حیثیت سے شائع کیا گیا پھر منشی احمد حسین صاحب فرید آبادی کے چل جانے کے بعد منشی دوست محمد صاحب کا نام چند روز شہر مٹوا اب بظاہر کسی کو معلوم نہیں کہ کون ایڈیٹر ہے۔ یورپ کے ہی بڑے بڑے اخبارات کے ایڈیٹروں کا بعض اوقات پتہ لگانا مشکل ہوتا ہے۔ اسلئے جس اخبار کے ایڈیٹر کا پتہ چلا نا مشکل ہو۔ اس میں اگر کوئی گمنام نامہ نگار احمدی کی آڑ میں کچھ لکھے تو تعجب نہیں کرنا چاہیئے مگر یہ طریق درست نہیں قومی اور مذہبی امور پر جب تنقید کی جائے تو اسے پہلے پہلک میں آئے ہو تو بلا خوف و تردد لایم اپنے نام کو ظاہر دیتا کہ پہلک پر قومی اثر پڑے۔ پھر حال حضرت امیر المؤمنین خلیفہ ثانی سے یہ گمنام احمدی التماس کرتے ہیں کہ: "مولوی نور الدین نے خلافت قائم کرنے کیلئے نہ تو کوئی ایسی

پارٹی قائم کی تھی جیسے کہ انصار اللہ کی پارٹی اپنے افعال و ثابت ہوئی ہے۔
میں چاہتا ہوں کہ سوال کا جواب پیغام خود ہی دیدے یا شیخ تیمور صاحب سے دریافت کر لیا جاوے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے کوئی جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں قائم کی تھی یا نہیں؟ ہر ہی افعال کی بحث پیچھے بتائیں گے جب یہ طے ہو لیگا کہ کوئی جماعت تھی یا نہیں؟ اور کیا اس میں سب لوگ داخل تھے یا خواص؟

پھر یہ گمنام صاحب لکھتے ہیں جناب کی نسبت یہ خبر موصول ہوئی کہ آپ اپنے والد صاحب قبل کی الوصیت کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور نہ ان حکموں کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

اس کا مختصر جواب تو وہی ہے جو قرآن مجید میں ہے۔ اس متبر خیر کا نام شائع کروا کر اس کے الفاظ پہلک میں لاؤ۔ پھر حقیقت اور ہی کھل جائیگی اور اگر یہ سب کچھ خود ساختہ باقی ہیں تو خدا سے ڈرو۔ اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو زیر نظر رکھو جن میں فرمایا۔ کہنے بالمثل کذب
پھر گمنام صاحب فرماتے ہیں۔ ایک عرض یہ ہے کہ میں حالت میں آپ مولوی نور الدین صاحب کے الفاظ کی نقل کر کے اپنی خلافت کو خدا کی طرف بغیر کسی ایسے ثبوت کر چکا دہی والہام سے ثبوت دین پیش کرتے ہیں تو مولوی صاحب کے طرز عمل کے سر اسر خلاف ہے۔

نامہ نگار کی صحت تو ماری گئی یا نہیں مگر یہ مطالبہ نہایت ہی بیہودہ ہے۔ گمنام احمدی مولوی صاحب کے اس طرز عمل کا ثبوت پیش کریں۔ جس میں انہوں نے اپنے الہام دوحی سے یہ دعویٰ کیا تھا کہ خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ کیونکہ ساری عمر انہوں نے قوم کے سامنے پیش کیا ہے۔ جب تک اس طرز عمل کو پیش نہ کرو۔ اس کے خلاف کہنا کم از کم انسانیت کے خلاف ہے اور جس رنگ میں وہ خلافت خدا ہی کی عطا کردہ روایتی ہے۔ اسے منہاج پر اس کا ثبوت دینا ہمارے ذمہ ہے اور واقعات ہی اس کے گواہ ہیں فتدبر ولا تلک من الغافلین

پیغام مولوی محمد علی صاحب کا رسالہ پر طائفہ

اس سلسلہ میں اس قدر خطوط آ رہے ہیں کہ ان کا ہر پتہ قریباً مشکل ہو رہا ہے مراسلات کا سلسلہ بجائے خود بڑھ گیا ہے۔ ہر ذمہ دار افضل ہفتہ میں تین مرتبہ کر دیا گیا ہے۔ اور الحکم بھی معمولی حجم سے بڑھ کر شائع ہو رہا ہے۔ پھر یہی اتنی گنجائش نکل سکتی کہ اس قسم کے تمام خطوط اور مضامین کو شائع کیا جاسکے۔
مختلف انجنوں میں باضابطہ اظہار نفرت کے ریزولوشن پاس ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ یہ طریق قومی ہستی اور قومی ہمدردی کا ہے۔ اور اس سے ہمارے ان دوستوں کو جو خلافت کے منکر ہیں ان کا اس بات کا اندازہ ہو سکے گا کہ خدا نے قوم کے علما کی ہوتے ہیں۔ میں ایک خط لکھنے ہی قوم کی اس تحقیر اور توہین

کو پسند نہیں کرتا جو پیغام کے ذریعہ جاری ہے۔ اور اس کا آسان علاج یہ ہے کہ ہم اپنی قوت کے ساتھ عملی نفرت کا اظہار کریں یہ حال میرا ان خطوط کو مختصراً درج کرتا ہوں جو اس مقصد کیلئے آتے ہیں۔

(۱) مفتی محمد فضل صاحب اس چٹھی کی نقل بھیجئے ہیں جو انہوں نے پیغام کو لکھی ہے۔

نقل چٹھی

۱۹۷۷ء
۳۱ مارچ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسول اللہ

مذکر علیا
ذیرہ غازیخان

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلہ خدا تعالیٰ آپ کو ہدایت دیگا کہ آپ اسلام علیکم۔ آج کل پیغام صلہ کا رویہ سچائے صلح کے جنگ ہو جس میں حضرت اقدس حضور امیر المومنین فضل عمرؓ کے برخلاف ایسے تالیق الفاظ سے طر استعمال ہوتے ہیں جو عتاب الہی کے شایاں ہیں۔ اور میں دُعا کرتا ہوں کہ مبادا پیغام کے بڑھنے والے ہی اس عتاب کے سوز نہ ہو جاویں۔ میں پیغام کو اس وقت تک بند کرتا ہوں جب تک وہ اپنے

خطرناک اور تفرقہ انداز رویہ کو تبدیل نہ کرے اور حضور خلیفہ الممدی سے معافی نہ مانگے۔ یہ چند سطور اگر پیغام میں شائع کر دی جائیں تو شکور ہو گا۔ فقط (محمد افضل)
(۲) مگر وہ شکر سے ایک آواز۔

بسم الرحمن الرحیم و نصلی علی رسول اللہ
بخدمت مکرم جناب شیخ صاحب ایڈیٹر الحکم :-
السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ ذیل کی چند سطور کو ازراہ کرم الحکم کے گوشہ میں جگہ دیکر شکور فرمادیں۔

حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات پر جو ٹریٹیکٹ مولوی محمد علی صاحب نے شائع کیا ہے اس کے بعد جو سلسلہ مضامین کا مولوی صاحب موصوف نے اخبار پیغام صلہ میں بلکہ اسے حضرت خلیفۃ المسیح رحمہم و مغفورہ کے ارشاد کے مطابق پیغام جنگ کہنا چاہیئے نے شروع کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر کون بھتر دل احمدی ہے جس نے اس سے اظہار نفرت بڑے زور سے دیکھا ہو۔ صاحب ٹریٹیکٹ قوم میں تفرقہ کے دور کرنے کی بابت تو لکھ رہے ہیں مگر باوجود ایم۔ اے ہونے کے نہیں خیال فرماتے کہ خود ہی تو تفرقہ کا باعث بنتے ہیں۔ اور قوم کو ایک وحدت سے الگ کر کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس پر فرماتے ہیں کہ کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں کیا بھول ان کے اگر ہر گاؤں میں خلیفہ جدا جدا ہوں تو اس سے کیونکر وحدت رہتی ہے۔ دنیا کے کارخانہ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ایک محکمہ کا ایک ہی افسر ہوتا ہے۔ فوج کا ایک افسر ایک ہی ہوتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ دو بادشاہ در اقلیم گنجد پس جب دو بادشاہ ایک ولایت میں نہیں رہ سکتے تو روحانی سلسلہ کے دو بادشاہ کیونکر رہ سکتے ہیں۔ احادیث سے تو ثابت ہے کہ ایک ہی خلیفہ ہو سکتا ہے نہ کہ ایک ہی وقت میں مختلف ؟

مولوی محمد علی صاحب نے جبکہ ٹریٹیکٹ میں یہ لکھا ہے کہ خلیفہ کی ضرورت نہیں ہے۔ تو انہوں نے اب تین خلیفہ کیوں مقرر کر لئے۔ ان کی عملی تجویز سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کی ضرورت ہے۔ مگر وہ چاہتے ہیں کہ خلیفہ ایسا ہو جو ممبران انجمن کے ماتحت چلے۔ ہم کو ایسے خلیفہ کی جسے انسانی ہاتھوں نے بنایا ہو ہرگز ضرورت نہیں۔ ہم کو ایسے خلیفہ اور امام کی ضرورت ہے جس کے قبضہ میں ہماری جان و مال سب کچھ ہو۔ جس کے حکم ہونے پر ہم اپنے اولاد کو بھی قربان کر دیں۔ پس اب ہمیں ایسے خلیفہ کی ضرورت ہے جو ہمارا کیا ساری احمدی قوم کا ایسا ہی مطاع ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود تہدی موعود اور خلیفہ اول رضی اللہ عنہ۔ سو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق اپنے ماتحت سے فضل عظمیٰ حبیب الہامی خلیفہ عطا فرمایا۔ اور اسی فتنہ و فساد کو ۱۰ سال کی گیارہ کی ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح کی جماعت کو آنے والا تھا اس نے محض اپنی ذرہ نوازی کر کے اپنے فضل سے بچا لیا۔ الحمد للہ۔

ہم کو مولوی صاحب کے اس ناجائز فعل سے نہایت افسوس ہو اور ہم بڑے زور سے مولوی صاحب کے ٹریٹیکٹ اور پیغام جنگ والے مضامین پر نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم احمدی قوم کے سرگڑی اور پرنڈیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں زور سے گہنایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ وہ اپنی اپنی مقامی انجمنوں سے جلسوں کا انتظام کر کے پیغام جنگ اور مولوی صاحب کے اس ٹریٹیکٹ پر اظہار نفرت کا ریزولوشن پاس کریں اگر پیغام جنگ اگر احمدی قوم کا اخبار ہے تو اس روش کو بالکل بدل دے۔ ورنہ پیغام کو ایک نونوم سے وہ کچھ سننا پڑے گا جس کی اُسے امید نہیں۔ کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے آپ سے سن چکے ہیں اب آپ صدائے بازگشت کی طرف تیار ہیں۔ اور دباؤ سے اور دلال سے اگر پیغام نے اصلاح نہ کی تو اسے قوم ایک دن بائیکاٹ کرے گی؟

اسے دانشمند اور عقلمند اور دولت مند اس پیغام کو اس طریق سے چلا کر قوم کو بدنام نہ کرو۔ ورنہ نتیجہ اچھا نہیں ہوگا؟

من از ہمدردیت گفتہ تو ہم خود فکر کن یا رہے
خود از بہر این روز است احوال ہوشیارے
(ایک احمدی قوم کا خادم اور پیغام صلح کا خیر خواہ ازگڑہ شکر)

(۳) سر ہند سے ایک آواز

بسم اللہ الرحمن الرحیم و نصلی علی رسول اللہ
السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ۔ پیغام جنگ نمبر ۱۱۔ اس عاجز کے ہاتھ میں ہے۔ گو عاجز اپنے آپ کو اس قابل نہیں پاتا کہ ایسے ایسے مضامین کا جواب دے مگر یہ ایک جوش ہے جو ظاہر کرے بغیر نہیں سکتا شاید کسی کو قایہ ہو بیچ جاوے۔ پیغام پہلے صفحہ ۱۰ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی تقریر لکھ کر اپنے میں پیو لا نہیں سہاتا۔ مگر اگر اصل حالات پر غور کیا جاوے اور کل تقریر پر غور کیا جائے تو پیغام جو نتیجہ اس تقریر سے نکالنا چاہتا ہے۔ نہیں نکل سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ مرحوم اپنی خلافت کا ذکر

فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ تمام تقریر خصوصاً لاہور کا کوئی آدمی نہ سیکے امر خلافت میں عودک بنا ہے نہ بن سکتا ہے۔ حضرت مرحوم اپنی خلافت کا ذکر فرما رہے ناکہ دوسری خلافت کا۔ حضرت مرحوم کا مولوی محمد علی صاحب اور دیگر چند صاحبان سے دوبارہ بیعت لینا کیا بتلا تا ہے۔ صاف اور کھلی بات ہے اسی صفحہ ۳۳ میں عقاید کی تشریح نہیں کی۔ کیا ڈاکٹر مرتد کے سے خیال رکھ کر بیعت میں تو کیا نام کا احمدی ہی رہ سکتا ہے۔ اسی صفحہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خط بنام جیو لکھ کر ثابت کرتا ہے کہ کسی کو فاسق کہنے والا خود فاسق ہو جاتا ہے۔ صفحہ پر حضرت ناصر نواب صاحب کو چڑھانا نیکی کو شش کر رہا ہے۔ افسوس؟

حضور خلیفۃ المسیح مرحوم کا پیغام کو بائی کاٹ کر ناسخ نتیجہ پر پہنچاتا ہے۔ کیا پیغام کے کارکن و ممبر کھپٹی لاہور کی جماعت کے ممبر نہیں ہیں۔ قدر و حضرت مرحوم نے محض دوستوں کو اپنی خلافت میں روک ہوئیے انکار کیا ہے نہ کہ سب کو بری کیا ہے یہ ضروری نہیں جو حضرت صاحبزادہ صاحب کے مخلص تھے۔ وہ حضرت میا صاحب فضل عظمیٰ کے بھی مخلص ہوں۔ پہلے صحابہ کرام کے مخلص تھے حضرت پیش نظر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے کیا صحابہ عظام کے مخلص تھے یا دشمن سوچو!

(عاجز محمد تقی احمدی مدرس مدرسہ سر ہند ریاست پٹیالہ)

(۴) حیدرآباد دکن سے ایک مخلص بزرگ مفتی محمد سر اجدرین صاحب نے پیغام کو ایک خط لکھا ہے۔ جسکی نقل وہ انجمن میں بضرط طبع بھیجئے ہیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم و نصلی علی رسول اللہ
عاجز جناب مکرم و معظم سلمہ اللہ تعالیٰ :-
السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ ایک خط جو مکرم ہاموں عاجز جناب نواب محمد سراج الدین صاحب حمادی نے خاص درد و سوز اور سچی ہمدردی سے تحریر کیا ہے مرسل ہے۔ بلحاظ خیر خواہی سلسلہ و حالات موجودہ مقامی عاجز کو ہی اس سے اتفاق ہے امید کہ اس پر خاص توجہ کی جائیگی۔ فقط عاجز میر فضل احمدی

میرے مکرم و معظم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح :-
السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ حضرت خلیفۃ المسیح والیسح حاجی الحرمین الشرفین (زاد اللہ تعالیٰ) مخدومنا مولانا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہمارے لئے معمولی غم نہیں تھا۔ اس چند یوم قبل سے ہمارے ملکی عزیز احمدی صاحبان ہمارے لئے رنجیدہ اسباب پیدا کر رہے ہیں۔ اور اور بھی باتیں ہیں جو ہمارے لئے لکالیف کو زیادہ کرنے کے لئے بہت کچھ ہیں ان سب امور پر طرہ آپ کا پر پیغام صلح رنجیدہ ثابت ہو رہا ہے۔

میرے مکرم ایک وقت تھا کہ آپ کا پرچہ ہمارے زرخوں لئے مریم کا کام کرتا تھا۔ تو اب وہی پرچہ خلافت کے خلاف آواز اٹھا کر تیر و سنان کا کام دے رہا ہے۔
مکرم !!! میں نے ۲۲ مارچ ۱۹۷۷ء تک کے تمام پرچوں کا مل مضمون دیکھا ہے مگر باجشم گریلاں و دل بریاں؟
جناب مولوی محمد علی صاحب کی تقریرات یا آپ کی تحریرات کی توہین کرنا

سرا مقصود نہیں۔ مگر بعض لوگ ایسے ہی موقع پر کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے۔ مگر یہاں اس کا برعکس ہے۔ آپ لوگ تو اس سلسلہ عالیہ کے دانا دوست کہلا کر اخبار میں ایسے مضمون شائع فرما کر ہمارے دشمنوں کو ہمارے پرہیزگاروں کا تو خود پرہیز ہے۔ انھوں نے صد افسوس بلکہ ہزار افسوس ہے۔

میرے معظّم!!! آپ کو کچھ کرنا ہے اور اس کیلئے کچھ کرنا تو خالص طور پر تحریرات وغیرہ ممکن ہیں۔

میرے مکرّم صاحب ازراے خدا صاف فرما کر ایک موبیل نمبر کے پیارے مہندس سے چند ہی ماہ قبل نکلے ہوئے یہ دو جہتیں طے ہیں۔ ہمارے لئے کچھ ثابت ہو رہے ہیں۔ یہ پیغام صحت تو پیغام جنگ۔ یا اللہ تو گواہ ہے کہ ہم ان خیالات سے سخت بیزار ہیں۔ پیارے مکرّم۔ مکرّم دست بستہ بہت ہی ادب سے عرض بردار ہوں کہ اگر آپ کو کچھ کرنا ہو تو آپ ہمیں خانگی تحریرات کے ذریعہ ایک خدک اختیار ہے۔ مگر اخبارات سے فتنہ برپا کرنا اور ہم لوگوں کو غیروں کے ہاتھوں آہستہ آہستہ انور و لانا نہایت نامناسب ہے۔ اگر آئندہ ہی عالمگیری اس طرح مکرّم نظر آئے تو مجبوراً ایڈیٹر دعا دے ایسے مضمون کو دیکھنے سے محفوظی چاہتے ہیں۔ (محمد سراج الدین احمدی حیدر آباد دکن)

جناب مولانا محمد صاحب جگوال ضلع جہلم کے ایک مخلص اور مکرّم آدمی ہیں۔ شعبہ حضرت سے مناظرہ کرتے ہیں انہیں خاص ملکہ ہے انہوں نے مکرّم خلافت کے شریکوں کو ایک چٹھی لکھی ہے جسے ابھی عام کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ مخدّہ و فضیلت علیٰ رسول اکرم ص
اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ہماری قوم کے بزرگان نے خوب سچا بتلایا ہے کیلئے خلیفہ اول کے مانتہ پر بیعت کی جتنی گناہ کیا تھا کیا ہم خدا سے سبائی مانگیں کہ ہمیں کیوں سیر پرستی شریعہ کر دی؟ کیا سیر پرستی اسی کا نام ہے۔ خداوند اپنی حفاظت میں رکھے۔ کوئی ہے جو اس سیر پرستی سے ہمارے نکالے۔ افسوس صد افسوس! کیا ہم اس وقت سیر پرستی سے توبہ کریں۔ اور کیا ضرورت ہی موجود کی؟ کیا ضرورت تھی خلیفہ اول کی؟ کیا ضرورت تھی چالیس آدمی جسکو منتخب کریں۔ ذرا سوچئے جو اہمیت ہو۔ کیا مخالف نہیں کہا کرتے تھے؟ قرآن و حدیث موجود ہے ہماری کی کیا ضرورت اور اب یہی کہتے جاتے ہیں؟ (دراحم حق الناس نور احمد احمدی جگوال)

جو کچھ کرنا ہے سوچ کر کرو پیغام گہرا ہے

رہے ہیں اور یہی جلا رہا ہے کہ بعض جگہ استغدر باؤ ڈالا جاتا ہے جو کہ فی الدین کے یہی خلاف ہے۔ یہ عجیب ہے کہ اس قسم کی فساد سازوں سے کیا حاصل؟

اپنی ملک تو میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس سے بیان کیا ہو کہ کسی شخص نے اس کو کچھ کرنا اور مار کر سلسلہ میں داخل کر دیا ہو۔ یہ گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ ہے اور منہ ہبی آزادی ہر شخص کو حاصل ہے۔ یہ کہنا کہ اگر فی الدین کے خلاف کر کے دباؤ ڈالا جاتا ہے کس حد تک یہ اندر صداقت رکھ سکتا ہے۔ خدا سے ڈرو۔ اور اس قسم کی سخن آڑنیوں سے اپنی وقت کو کم نہ کرو۔

اعلان

جب انسان صداقت کے انکار کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے تو اس بہت سی غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ خان محمد عجب خان صاحب تحصیلدار کا ایک مکالمہ پیغام میں چھپ ہے۔ میں اس کو دیکھ کر دو ہفتوں میں سے ایک پر پہنچا ہوں۔ یا تو خان صاحب نے دانستہ یا نادانستہ پیغام صحت کو غلط واقعات ہم پر پہنچائے ہیں۔ یا پیغام کے شات نے اپنی طرف سے ان کے بیان میں کمی و زیادتی کر دی ہے۔

اول تو کئی گھنٹے کی مسلسل گفتگو حضور صاحب کا ایک خطیہ نشان قومی مسائل کی نسبت تھی اور جس میں ذرا سی غلطی ہو جائے۔ یہی قوم میں ایک عظیم الشان فقر کا مظہر ہو سکتا تھا۔ اس طرح شائع کر دینا کہ ذہنی ثانی کو بالکل دکھائی ہی نہ جائے۔ حد درجہ کی جرات معلوم ہوتی ہے۔ جسکی اجازت خالص صاحب کا دل ہی دے سکتا ہو گا۔ ایسے وقت میں جبکہ جماعت میں نہایت گہرے اندر کے آثار پائے جاتے تھے۔ خالص صاحب نے گرتی ہوئی قوم کو ایک اور دھکا دیا ہے۔ اور میں جرات سے کہہ سکتا ہوں کہ خالص صاحب نے اس مکالمہ میں دانستہ یا دانستہ بہت کچھ ترمیم کیا ہے اور اگر خالص صاحب کی کارروائی تقویٰ و ہدایت کی بنا پر تھی۔ اور ان کا دل اس بات پر مطمئن ہے کہ انکی یہ کارروائی اللہ کی رضا کے ماتحت ہے۔ اور کسی قسم کی غلط بیانی سے اس کام نہیں لیا گیا۔ تو میں ان کو اس شہادت خد کی طرف بلاتا ہوں کہ وہ اسی رنگ میں متم کہ جس کا بیان حضرت مسیح موعود نے تریاق نقویہ میں بیان فرمایا ہے۔ یہ بیان شائع کریں کہ اس مکالمہ میں نے اپنی طرف سے کوئی زیادتی نہیں کی اور وہی الفاظ یہاں لکھے ہیں۔ جو اس وقت فریقین کی ہونے سے نکلے یا کم از کم وہی مضمون

اد کیا گیا ہے جو فریقین کے الفاظ سے یا جاننا تھا اگر وہ اس قسم کا بیان شائع کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے ذریعہ ہتھوں کی ہدایت کا سامان کر دے گا۔ اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو کسی انصاف پسند انسان کا حق نہیں ہو گا کہ وہ ان کے بیان کو سچا سمجھ کر وہ خدا تعالیٰ کے حضور میں جوابدہ ہو گا۔ اگر خالص صاحب نے نیک نیتی سے یہ مکالمہ شائع کیا۔ اور ان کو یقین ہے کہ انہوں نے غلط واقعات بیان نہیں کیے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کا حلیہ بیان کرنے میں الہیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ جبکہ ان کے اس فعل سے جماعت کے ایک کثیر حصہ کو ہدایت ہو سکتی ہے تو ان کا اس میں کیا حرج ہے۔ میں ان کے مکالمہ کو پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس مکالمہ میں بہت سی باتیں ایسے رنگ میں بیان ہوئی ہیں کہ انکا مطلب بالکل خط ہو گیا ہے اور بہت جگہ پر انہوں نے اپنی طرف سے زاید باتیں شامل کر دی ہیں۔ میری گفتگو کو بہت پرچھوڑ دیا گیا ہے اور پھر سے فقرات میری طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ میں ان کے شائع کردہ بیان سے قطعی طور پر انکار کرتا ہوں۔ اور تمام جماعت کو اس بات کی اطلاع دیتا ہوں کہ اس میں بہت سی غلط بیانیوں سے دانستہ یا نادانستہ کام لیا گیا ہے جو لوگ میرے واقف ہیں جنہوں نے میری تحریروں کو پڑھا ہے جن کو مجھ سے باتیں کرنے کا موقع ملا ہے وہ جانتے ہی کہ جس قسم کے جوہات انہوں نے میری طرف منسوب کئے ہیں۔ ایسے مختصر جواب دینے کا میں عادی نہیں ہوں۔ خالص صاحب نے اس وقت حد درجہ کی دلیری سے کام لیا ہے۔ جس کے جوابدہ وہ خدا کے حضور ہوں گے اور اگر وہ ایسی قسم کھا کر جو لعنت اللہ علی الذکاہین کو ساتھ ہو کہ وہ اپنے اس بیان کی تصدیق شائع کریں گے تو ضرور حق و باطل میں فیصلہ ہو جائیگا۔ اور اگر وہ ایسا نہ کریں۔ یا پیغام کی تردید نہ کریں تو میرا حق ہو گا کہ میں سمجھوں کہ انہوں نے ایک بناوٹی طرح کا مکالمہ نادانستہ نہیں بلکہ دانستہ شائع کیا ہے گو مجھے خیال ہے کہ یا تو نادانستہ ان کے قلم سے ایسی باتیں نکلی ہیں۔ جو میں نے نہیں کہیں یا کسی اور نے اپنی طرف سے اس میں زیادتی کر دی ہو۔ اس اعلان کی ایک کاپی رجسٹری کرانے کے خالص صاحب کے نام بھیج دی گئی ہے تاکہ وہ یہ عذر نہ پیش نہ کریں کہ مجھ اس اعلان کی اطلاع نہیں ہوئی۔ (خاکسار مرزا محمود احمد)

دنیائے اسلام ایک نہایت قابل قدر ایجاد

۱۶ سال ہر امر امر چشم کیلئے تریاق ثابت ہوا اگر غیر مفید ثابت ہو تو میں صدمہ و یلہ تمام ہو گا اگر ہم دینے میں بیوقوف کریں تو یہ ذریعہ عدالت کے ہی لئے ملتا۔ لاکھوں کھپاچے۔ جوان بڑے۔ گرم۔ یا سرد مزاج والے اسکے استعمال صحیاب ہو چکے ہیں اور ہر ہے۔ نگاہ تو تیز کرتا ہے۔ اسکے استعمال کرنے والے کی تہمتیں نہیں۔ وہ انکو لکام لیں سخت نادان اور بے فہم ہو جو ہمارے اشتہار کے مضمون کو غلط بیان اور فرضی ترقیب سمجھتا ہے۔ اور اس اشتہار کو بھی جو طے اشتہار بازوں کے زمرہ شمار کر کے نفرت کرتا ہے اسلئے میں بڑے زور اور ادب سے عرض کرتا ہوں اور یقین دلانا کہ خدا کی قسم اپنے اس قدر مفید ثابت ہو چکا کہ اگر میں اسکی خوبیاں لکھتی شروع کروں تو کم از کم دو صفوں میں ختم ہوں۔ برسوں کی راقی جاراں اور کئی سڑی آنکھوں کا نایاب تریاق کا کام دیکر مرض کو دور کر دیتا ہے۔ آنکھوں میں لگتا نہیں۔ چند روز میں ہر قسم کی آنکھوں کی بیماری کو دور کرتا ہے اگر نایاب آنکھ کو جراثیم میں ایک ہر کے برابر کہ تو صرف ایک دو موم میں جراثیم دور ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی تو باہر پڑا اور سچا کہہ کر دور کرتا ہے اور ان

نایاب آنکھوں کا انجن
مستند علی الکاذبین ط میں عام ہمایوں کے فائدہ کیلئے اور ان کی بدظنی کو دور کرنے کے حلقہ سحر تحریر کرتا ہوں کہ یہ سرمہ ہے۔ ۱۶ سال ہر امر امر چشم کیلئے تریاق ثابت ہوا اگر غیر مفید ثابت ہو تو میں صدمہ و یلہ تمام ہو گا اگر ہم دینے میں بیوقوف کریں تو یہ ذریعہ عدالت کے ہی لئے ملتا۔ لاکھوں کھپاچے۔ جوان بڑے۔ گرم۔ یا سرد مزاج والے اسکے استعمال صحیاب ہو چکے ہیں اور ہر ہے۔ نگاہ تو تیز کرتا ہے۔ اسکے استعمال کرنے والے کی تہمتیں نہیں۔ وہ انکو لکام لیں سخت نادان اور بے فہم ہو جو ہمارے اشتہار کے مضمون کو غلط بیان اور فرضی ترقیب سمجھتا ہے۔ اور اس اشتہار کو بھی جو طے اشتہار بازوں کے زمرہ شمار کر کے نفرت کرتا ہے اسلئے میں بڑے زور اور ادب سے عرض کرتا ہوں اور یقین دلانا کہ خدا کی قسم اپنے اس قدر مفید ثابت ہو چکا کہ اگر میں اسکی خوبیاں لکھتی شروع کروں تو کم از کم دو صفوں میں ختم ہوں۔ برسوں کی راقی جاراں اور کئی سڑی آنکھوں کا نایاب تریاق کا کام دیکر مرض کو دور کر دیتا ہے۔ آنکھوں میں لگتا نہیں۔ چند روز میں ہر قسم کی آنکھوں کی بیماری کو دور کرتا ہے اگر نایاب آنکھ کو جراثیم میں ایک ہر کے برابر کہ تو صرف ایک دو موم میں جراثیم دور ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی تو باہر پڑا اور سچا کہہ کر دور کرتا ہے اور ان

دراحم حق الناس نور احمد احمدی جگوال

کچھ تو دلوں کا شکار ہے

صداقت ہمیشہ غالب رہتی ہے!

کچھ تو دلوں کا شکار ہے

ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ دلوں سے متواتر اخبارات۔ اسٹیم ہاروں اور لیکچروں کے ذریعہ خلافت کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا جا رہا ہے اور واقعات کو ایسے گھنٹوں اور کردہ رنگ میں پیش کیا جاتا ہے کہ جس کو لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہو۔ لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ خلیفہ تھوڑے کی راہ سے دور ہے اور متقی نہیں ہے اور مدت کی خلافت کی خواہش تھی۔ انصار اللہ کی سازش سے وہ خلیفہ بنائے گئے ہیں اور صدر انجمن احمدیہ کے ممبروں کے مشورہ کے بغیر یہ کام ہوا ہے وہ جماعت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں حضرت صاحب کے جاری کردہ کاموں کو دیکھنا چاہتے ہیں لوگوں کو کافر کہتے ہیں صدر انجمن کو توڑنا چاہتے ہیں اور حضرت صاحب کے پرانے مخلصوں کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں اور اسی قسم کے اور بہت سی اعتراض ہیں جو کہ جاتے ہیں تو ہمیں ان بے دلیل باتوں کے جواب دینا ضرورت نہیں تھی لیکن جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک قلیل حصہ جماعت کا اس شرب میں آگیا ہے تو مجبوراً ہمیں ان باتوں کے متعلق کچھ لکھنا پڑا ہے اور چونکہ ہماری نیت نیک ہے۔ اے اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہماری اس شہادت کو بہتوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا دیگا۔

اول تو ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان تمام واقعات کے پھیلائی کی وجہ سے اس کے کوئی نہیں کہ جماعت کو بھڑکایا جائے اور خلافت کا ان امور سے کچھ تعلق نہیں جبکہ چھ سال تک حضرت خلیفۃ المسیح ایو پیگرو دروں خطبوں میں اس بات پر زور دیتے رہے ہیں کہ خلیفہ خدا بنا تا ہے تو آج ان سوالات کا اٹھانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے جسے خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اس پر اعتراضات کس طرح درست ہو سکتے ہیں۔ اور اگر اس وقت کے خلیفہ کو خدا نے نہیں بنایا۔ تو حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ رضی اللہ عنہم کو بھی خدا نے نہیں بنایا پھر سب کا انکار کر دو۔ اور انھیں جھٹلا دو۔

باقی رہا سوال متقی غیر متقی کا۔ سو اگر اختلاف خیالات کی وجہ سے امت پر حرج آتا ہے تو دنیا میں کون ہے جو متقی ہو سکتا ہے کہ چونکہ ان کا عقیدہ ایسا اور ایسا، اسیلہ وہ متقی کیونکر ہو سکتے ہیں مگر جو کہ کے بخیال ہیں۔ ان کے نزدیک زید اور اس کے بخیال متقی نہیں ہو سکتے۔ تو متقی دنیا میں کوئی نہ ہوا ہی نہ ہے۔

انصار اللہ کے منصوبوں کی خلافت کا جو بیان ہے۔ اس کی شہادت ان دو ہزار آدمیوں سے لیجائے جو اس وقت قادیان میں موجود تھے۔ انصار اللہ کی جماعت تو ہے ہی ایک سو بارہ کے قریب نہ دو سو سال تکلیفیں کیونکر اختیار کر سکتی تھی۔ پھر اس وقت تک جو بیعت کے خطوط آ رہے ہیں ان میں ایک ہزار سے زیادہ ایسے آدمی ہیں جنہوں نے بغیر کسی حلال کے حضرت میان صاحب کی بیعت کا خط لکھا ہے اور یہ بھی انصار اللہ کے منصوبہ پر۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے اپنے ایک بیٹے کی نسبت فضل عمر کا امام لکھا ہے یعنی وہ دراصل خلیفہ ہو گا کیونکہ حضرت عمرؓ سے وہ خلیفہ تھے تو کیا حضرت مسیح موعود بھی انصار اللہ کے اس منصوبہ میں شامل تھے۔ علاوہ ازیں اس وقت تک سینکڑوں آدمی خوابوں کے ذریعہ بیعت کر چکے ہیں کیا وہ بھی سب اس منصوبہ میں شامل ہیں یا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی اس منصوبہ میں شامل ہیں اگر یہ سب اس منصوبہ میں شامل ہیں تو ہمیں یہ منصوبہ شورشی سے لاکھ درجہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ ڈھائی ہزار آدمیوں میں سے ڈیڑھ دو سو آدمیوں سے زیادہ نہیں تھے جنہوں نے بیعت نہیں کی پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ شورشی نہ تھا وہ آدمی تو بتاؤ جس کے ہاتھ پر سب جماعت بغیر ایک شخص کے اختلاف کے بیعت کرنے پر تیار تھی یا ہے۔ ہم آخر میں ایسے معترضین سے یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ بات کہ انصار اللہ کے منصوبہ پر یہ کام ہوا ہے درست ہے تو ایسے کئی انصار اللہ میں جنہوں نے اس وقت تک بیعت نہیں کی ان سے حلفیہ شہادت دلو اور کیا کبھی انھیں یہ تحریک کی گئی ہے پھر دیکھو کہ خدا کیا فیصلہ کرتا ہے۔

خلافت کی خواہش اگر صاحب زادہ صاحب کے دل میں تھی تو اس کا علم ان لوگوں کو ہو گا جو علم غیب دعویٰ کرتے ہیں صاحب زادہ صاحب نے قسم کھا کر انکار کیا ہے اگر وہ لوگ جو اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں یا مئے اگر احسنہ اللہ علیہ السلام کے ساتھ ٹوکتہ قسم کھا جائیں کہ صاحب زادہ صاحب نے خواہش تھی پھر خدا تعالیٰ خود حق و باطل میں فرق کر دیگا۔ انشاء اللہ۔ اور اگر ان میں یہ جرات نہیں تو خدا کو ڈریں۔ اور اپنے ایمان کی خبر لیں۔

یہ جو مشہور کیا جاتا ہے کہ صدر انجمن کے مشورہ کے خلاف فیصلہ ہوا یہ بھی ایک صو کا دہی، کیونکہ حضرت صاحب نے کہیں نہیں لکھا کہ خلیفہ صدر انجمن کے مشورہ سے ہوا کر اگر کوئی ایسی تحریر ہے۔ تو پیش کر دو۔ خلیفہ تو حاضر الوقت لوگوں کے مشورہ سے ہوتا ہے اور ان میں سے ایک کثیر حصہ نے سو اڑی ڈیڑھ سو آدمیوں کے خلیفہ کی بیعت کر لی اور ایسے جوش کی گئی کہ نظارہ دیکھنے والے ان غلط بیانیوں کے مرتجبین کے بیانات پر سخت حیران ہیں۔

پھر یہ بھی یاد رہے کہ صدر انجمن سے لاہور کے چند ممبر اور مولوی محمد علی صاحب مراد نہیں بلکہ صدر انجمن میں آنے علاوہ اور بھی ممبر ہیں لیکن بعض ممبران کی استبدادیت تو اسی کا ہر ہے کہ یہ اپنے اچھے ہی ممبر قرار دیتے ہیں اور جس کام میں انھیں خلافت ہوا سے صدر انجمن کے مشورہ خلافت کہا جاتا ہے۔ صدر انجمن میں اس وقت پندرہ ممبر ہیں جن میں سے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کے وقت قادیان میں گیا رہا موجود تھے اتنا بڑا اجتماع اس سے پہلے بہت کم ہوا ہے۔ ان گیارہ ممبروں کا ایسا اجلاس ہوا تھا۔ جن میں سے پانچ ممبر تو اس بات پر مصر تھے کہ خلیفہ کوئی نہ ہو اگر ہو تو اس کی بیعت سب پر واجب ہو۔ اور وہ انجمن پر حاکم ہو (اس خیال سے احباب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان ممبران کا ایمان حضرت خلیفۃ المسیح کے زمانہ میں کیا تھا۔ اور یہ آپ کے ساتھ جتنی اخلاص ظاہر کرتے تھے اس میں کہاں تک سچائی تھی) چھ ممبر خلیفہ کے مؤید تھے اور وہ ایسے ہی خلیفہ کے قابل تھے جیسے کہ حضرت خلیفہ اول کے تھے۔ چنانچہ آخر میں ان منکرین خلافت سے کہہ دیا گیا تھا کہ جبکہ ہم ایک خلیفہ کا ہونا ضروری سمجھتے ہیں اور یہ ہمارا مذہبی عقیدہ ہے اسلئے ہم زیادہ گفتگو کرنی نہیں چاہتے۔ اور ہم اس کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ عام مجلس میں سوال ہوا اور رہنے (سواؤ ایک نہایت قلیل جماعت کے) ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پس یہ کہنا کہ انجمن سے نہیں پوچھا گیا کہاں تک درست ہو سکتا ہے کیا وہ دوسرے ممبران میں داخل نہیں ہیں یا چند خاص ممبروں نے انجمن کو خرید لیا ہوا ہے جبکہ موجودہ ممبران کی کثرت اسی طرف تھی کہ ایک خلیفہ ایسا ہونا چاہیے۔ جو انہیں

صاحبزادہ حکیم قادیان : ایمیل سائے

اختیار رائے کے ساتھ ہو جو حضرت خلیفہ اول کے تھے تو پھر یہ اعتراض کہا تھا کہ رست ہو سکتا ہے۔ غیر حاضر ممبروں میں سید حامد شاہ صاحب بالکل ٹوٹی کی تحریر ہمارے پاس موجود ہے جس میں انھوں نے مانا ہے کہ خلیفہ انجمن کا مطلع ہوگا۔ اور اس کی اطاعت انجمن پر اسی طرح واجب ہوگی جس طرح حضرت خلیفہ اول کی تھی۔ اور ہم اس نیک انسان کی نسبت کبھی یہ خیال نہیں کر سکتے کہ اس نے محض نفاق سے حضرت خلیفہ اول کو خوش کرنے کے لئے یہ بیان دیا تھا پس چار میں سے ایک اور بھی اسی کثرت میں شامل ہو گیا اور ایک نے بیعت بھی کر لی ہے اور چھ حاضر الوقت ممبروں کے ساتھ ان دونوں کو ملا کر اٹھ ممبر ہوتے ہیں جو خلافت کے مؤید تھے۔ اور صرف چھ مخالف تھے۔ کیونکہ ساتویں سیٹھ عبدالرحمان صاحب اس میں جگہ رائے کا کچھ علم نہیں۔ اور اگر انہی رائے کثرت کے خلاف بھی ہوتا تب بھی سات خلاف اور آٹھ موافق بنتے ہیں جن میں پرریٹڈ بھی شامل ہے۔ اب بتاؤ کہ یہ کہنا کہ صد انجمن احمدیہ کا مشورہ فیصلہ کے خلاف ہو کہا تھا کہ رست ہو۔ ان میں جس طرح بعض ممبران صد انجمن کو اپنی ذاتی ملکیت خیال کرتے ہیں اسکے لحاظ سے بیشک خلاف ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اور اصل جواب تو یہی ہے کہ صد انجمن کو خلیفہ کے انتخاب کا اختیار حضرت مسیح موعود نے دیا ہی نہیں ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ لوگوں نے کسی خاص ممبر کی بات کیوں نہیں مسمیٰ۔ سو چونکہ وہ ممبر پہلے ہی سے اپنی خیالات کا اظہار ٹریکٹ میں کر چکے تھے کہ میں کسی خلیفہ کو جو جماعت کا مطلع ہو۔ اور جسکی بیعت ضروری ہو نہیں مان سکتا تو وہ لوگ جو انتخاب خلیفہ کیلئے جمع ہوئے تھے۔ انہی خیالات کو کب سن سکتے تھے۔ اور اگر جماعت کسی کی بات کو نہ سنا چاہے تو کون اسے مجبور کر سکتا تھا کہ ضرور سنے۔ خصوصاً جبکہ وہ تقریر اموخت نہایت فتنہ انگیز ہو سکتی تھی۔ اور ابھی کوئی خلیفہ بھی نہ ہوا تھا۔ غیر احمدیوں کو مسلمان یا کافر کہنے کا سوال بھی نہایت بے موقعہ اٹھایا گیا ہے اور اس کے سوا کسی کو کچھ مقصود نہیں کہ غیر احمدیوں کی تائید حاصل کیجائے اور بعض احمدیوں کو بھی اپنا ہتھیال بنایا جاوے ورنہ جبکہ ایک جماعت کسی ایسے خلیفہ کو مانتی ہی نہیں جسکی بیعت ہر احمدی پر واجب ہو۔ تو پھر اس سوال کے کیا معنی ہوئے اور اگر اس اعتراض کو درست بھی مان لیا جائے اور سمجھا جائے کہ کسی بات میں بھی خلیفہ کے خیالات جماعت کے مخالف نہیں ہونے چاہئیں تو جماعت میں صلح کا کیا طریق ہوگا اگر ایسا شخص خلیفہ ہوتا جو کہ مسلمان کہتا تو کافر کہنے والے اسی کو بخیر مان سکتے تھے پس ایسی بات ہو کہ جس کو تفرقہ میں ہی نہیں سمجھتا تھا پھر ہم کہتے ہیں کہ حضرت خلیفہ المسیح کے زمانے میں یہ دو خیال پائے جاتے تھے یا نہیں اگر تھے تو اس وقت خلیفہ کے اٹھ پر دو دنوں فریق کس طرح متحرک تھے ہم دکھا سکتے ہیں کہ خلفائے راشدین سے صحابہ کا خلاف ہوا ہے پھر خود حضرت خلیفہ اول کا قول پیش کر سکتے ہیں کہ اگر تم کو مجھ سے اختلاف ہو تو میری سامنے پیش کرو مگر ادب سے پس یہ خیال کرنا کہ لاکھوں آدمی ایک ہی خیال کے ہوں جنوں، خود حضرت مسیح موعود کے سامنے ایک شخص نے اپنا عقیدہ پیش کیا کہ میں مسیح کو بابائے تائبوں اور اپنے اسے ناپسند کیا تو بعض لوگوں کے کہنے پر کہ شخص جماعت کے نکل گیا حضرت خلیفہ اول نے انکی خدمت میں یہ عالم پیش کیا تو آپ نے تحریر فرمایا کہ اس کو وہ جماعت سے خارج نہیں ہو سکتا پس اس وقت اس سوال کو اٹھانا اسی غرض سے ہو سکتا ہے کہ لوگوں کی ہمدردی حاصل کیجائے اس حادثہ کی ثابت ہو کہ خلیفہ ایسے خیالات کو جن سے وہ فساد ہوتا ہوا دیکھنے لگا ہر کرنے سے روک سکتا ہے۔ اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی شخص اپنے خیالات کے خلاف بیان کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ایسی صورت میں وہ کہہ دے کہ چو کہ خلیفہ نے مجھ اس مسئلہ پر اپنے خیالات کے بیان کرنے سے روک دیا ہے اسلئے میں کچھ نہیں کہہ سکتا اور یہ ایک انتظامی امر ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صد انجمن احمدیہ کو ٹوڑنے کی تجویز ہے۔ اول تو بات کی صداقت اسی بات سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ ایک حصہ صدر انجمن احمدیہ کے ممبروں کا موجودہ خلیفہ کی بیعت کر چکا ہے کیا وہ خلاف لکھنے والے ممبروں سے صد انجمن احمدیہ کا کم خیر خواہ ہے۔ دوم۔ ہم دونوں سے شہادت دیکھتی ہیں کہ موجودہ خلیفہ کا قطعاً یہ خیال نہیں بلکہ ان کا مذہب ہے کہ لا خلافت الا بالمشورۃ۔ یعنی کوئی خلافت بغیر مشورہ کے نہیں ہو سکتی۔ اس قرآن شریف یہ ضرور بیان فرماتا ہے کہ اگر کبھی کثرت رائے کے فیصلہ میں نقصان نظر آئے تو فاذا عن مت فتوکل علی اللہ۔ اور اسی پر عمل تھا صحابہ کا۔ مرتدین کیساتھ جنگ کے پر اگر صحابہ ناراض تھے مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہتری اور خیر اسی میں ہے جو میں سمجھتا ہوں۔ بعض ممبروں کے ہٹانے کے متعلق بھی غلط بیانی ہو کام لیا گیا ہے۔ باہر کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات بھی لوگوں میں مشہور کی گئی ہے حالانکہ خلیفہ نے قطعاً کبھی بھی اس قسم کا خیال ظاہر نہیں کیا۔ ہم سب دوستوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ روایات میں بہت کچھ انسان کے اپنی خیالات لحاظ میں اس قسم کی افواہوں پر قطعاً اعتبار نہ کیا کریں انسان کو ہوا دوس اندھا کر دیتی ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ بغیر ثبوت قسم قسم کی روایتیں مشہور کر رہے ہیں اگر ہم لوگ بھی اسی قسم کی روایات کو وقعت میں تو شاید فردوں کے دفتر سیاہ ہو جائیں مگر ہم افسوس تو توئے کے خلاف جانتے ہیں اور دوستوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ بھی ان روایات کا بالکل اعتبار نہ کریں۔ گو وہ کہنا ہی بڑا آدمی پیش کرے کیونکہ غضب بڑے آدمیوں کی آنکھوں پر بھی پٹیاں باندھ دیتا ہے۔ اس ایک بات ضروری ہے کہ ان روایات کا اگر فیصلہ کرنا ہی منظور ہے تو پھر اس کا یہ طریق نہیں کہ زید یا بکر کہہ دیں اور اسے مان لیا جائے بلکہ الزام لگانے کو مجبور کیا جائے کہ وہ ان الفاظ سے اس روایت کو شائع کرے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کی جھوٹی قسم کھانی لعنت کا موجب ہو کہ جتنے یہ واقعہ خود دیکھا ہے یا یہ بات خود ملزم کے منہ سے سنی ہے۔ اور اگر میں جھوٹ بولتا ہوں یا اصل بات کو کسی ایسے پر ایمان بیان کرتا ہوں جو کہنے والے کے منشاء کے خلاف ہے تو خدا تعالیٰ مجھ سے جھوٹ اور بدعتی کی سخت سے سخت سزا دے۔ اس طریق سے ایک سال کے اندر اندر جماعت کو معلوم ہو جائیگا کہ بعض لوگوں نے کس طرح حق سے بعد اختیار کیا ہے۔ ہم آخر میں جماعت کو یہ نصیحت کرنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک صداقت کے معلوم کرنے کیلئے ایک راہ مقرر کیا ہے اور وہ دعا ہے بہت لوگ ہیں جنکو دعا نے اس وقت فتنہ سے بچالیا، پس وہ لوگ جنکو موجودہ خلافت ابھی کچھ شکوک ہیں اور ابھی تک بیعت نہیں اس انسان طریق کی طرف بلا تے ہیں اور وہ یہ کہ اپنے دل کو خالی کر کے اور ہر قسم کی بطنی اور شک سے علیحدہ ہو کر وہ کچھ دن متواتر تہجد میں نماز انجمن اور انکو سوتے وقت بھی الہی اگر یہ خلیفہ برحق ہے اور تیرا مقرر کردہ ہے تو ہمیں اسکی طرف ہدایت کر اور اسکی مخالفت یا اس سے علیحدگی سے ہمیں بچالے۔ اگر خلوص نیت سے وہ ایسا کریگے تو ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ انکا شرح صدر کر دیگا یا کوئی روایا ہم نہیں سمجھتے کہ جن کے دونوں شکوک ہیں انہی دونوں کو صاف کر نیکو فساد طریق اس سے زیادہ صاف اور پاک ہو آخر ہمارے منصوبوں میں اللہ تعالیٰ تو شامل نہیں ہو سکتا پس اگر تمہاری دلخواہ بات سلی نہیں ہوئی تو خدا فیصلہ چاہتا ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچ جاؤ ہم لوگ اس سے زیادہ اپنی نیک نیتی کا کیا ثبوت دیکھتی ہیں میں اللہ تعالیٰ پر یقین ہے کہ اگر اس قسم کی دعائیں بغض و عناد سے علیحدہ ہو کر جائیگی تو ضرور اللہ تعالیٰ انہیں قبول کریگا آخر میں ہم بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس وقت تک جماعت احمدیہ کا اکثر حصہ بیعت کر چکا ہے۔ ضلع جالندھر۔ ضلع گورداسپور۔ ضلع ہوشیارپور۔ ضلع امرتسر۔ ضلع سیالکوٹ (سوا شہر کے) ضلع جلم۔ ضلع گجرات۔ ضلع شاہ پور۔ ضلع شاہجہانپور۔ رام پور۔ منٹگیر۔ کنگ۔ انبالہ۔ ملتان۔ لکھنؤ۔ غرض کہ جہاں جہاں جماعتیں بڑی بڑی تعداد میں ہیں وہاں کے اول تو سب کے سب درجہ اکثر لوگ بیعت کر چکے ہیں۔ اور اب تھوڑے ہی باقی ہیں جنھوں نے اپنی جماعت کی پرواہ نہیں کی لیکن میں اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ بہت جلد اس اختلاف کو دور کر دیگا اور دوسرے بھائیوں کو بھی یہ سمجھ عطا فرمایا گا کہ وہ اس علیحدگی کو ترک کر کے اتحاد کی رستی میں جھٹے جاویں چونکہ عادیث میں صاف آیا ہے کہ جماعت کے ساتھ رہو اسلئے ہم امید کرتے ہیں کہ جو دوست اب تک جماعت سے علیحدہ ہیں جلد اس میں ملحق کی کوشش کریں گے۔ خدا تعالیٰ سب احباب کو ہدایت دے۔ آمین۔ جن جن مقامات کے احباب اپنے شہر یا علاقہ کے مبایعین کی فہرست یا تعداد سے اب تک اطلاع نہیں دی وہ بہت جلد فہرستیں بھیجیں تاکہ سابقوں الاولوں میں شامل ہو سکیں جبکہ نماز کے امام کا قرب یا دوری تو اب کا موجب ہوتا ہے تو کیوں جماعت کے امام کا قرب حاصل کرنا لائے یعنی جلد بیعت کرنا لائے دوسروں کی نسبت زیادہ ذرا سب کے مستحق نہ ہوں گے۔

یہ سب روایات کو نظر نہ آئی ہوں کہ وہ درحقیقت

تھان

(مولوی) سید محمد احسن - (نواب) محمد علیخان - (مولوی) شیر علی - (ماجرادہ) مرزا بشیر احمد - (ڈاکٹر) رشید الدین - اسٹنٹ سرجن (ڈاکٹر) میر محمد اسماعیل
(ممبر صدر انجمن احمدیہ) (ممبر صدر انجمن احمدیہ) (ممبر صدر انجمن احمدیہ) (ممبر صدر انجمن احمدیہ) (ممبر صدر انجمن احمدیہ)

مولوی شیر علی صاحب کا پیام تہا قلم

حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ سلسلہ کے ان قیمتی وجودوں میں سے ایک ممتاز وجود ہیں جنہوں نے اپنے اثار اور اخلاص کی روشنی میں امتیاز قوم کے لئے قائم کی ہے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کی ہیڈ ماسٹری۔ یو یو آف ریلینجز کی ایڈیٹری
غرض جس کام کو لیا۔ اس میں بے ریا خدمت کر کے دکھایا کہ خدا ہی
کی رضا کے لئے کام کر نیوالے ایسے ہو تے ہیں چونکہ انہوں نے
سلسلہ میں داخل ہوئے وقت ایک موت اختیار کر کے اس راہ

کو پایا تھا۔ انہوں نے کبھی دہم بھی نہیں کیا کہ قادیان کے یاہر نہیں
کوئی جانتا بھی ہے یا نہیں۔ مگر ان کے زبردست اور موثر
مضامین ہمارے سامنے ہیں اس موقع پر جبکہ بعض اکابر کو
استبداد کیا۔ اس نوجوان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بچایا
حق سے دشمنی کا براہو کہ وہی مولوی شیر علی صاحب آج انکی
نظر نہیں نمودار ایک سازشی انسان ہے۔ جو اس کو چند

روز پشتر خدا کے مسیح و مرسل کے کلام میں فرشتہ تھا۔ اور جس پر
یہ اعتماد کیا جاتا تھا کہ یورپ میں تبلیغ اسلام کے اہم کام
کے لئے اس کو بھیجا جاوے۔ ان مدبرین اور دانشمندوں سے
کوئی پوچھے کہ اگر وہ ایسا ہی سازشی تھا جیسا کہ تم کہتے ہو تو

اسے یورپ جانے کے لئے بلے مولوی صدر الدین صاحب کیوں تجویز کیا؟ شیرہ توران کی باتیں ہیں اور پناک میں آئینگی کہ مولوی صدر الدین صاحب کو خواجہ صاحب نے کس زور اور تاکید سے بلوایا تھا۔ اور پھر کس طرح ہر حضرت کے سامنے تارکا

اور کیا مولوی صدر الدین صاحب نے ساری عمر میں نہیں
 کی؟ اور کیا پھر یہ حکم نہیں ملا کہ پھر دیر کیا ہے۔ صبح ہی
 چل دو؟ ان سوالات کا جو اب حقیقت کھول دیتی ہے مگر ہم
 جانتے ہیں۔ ان سوالات کے جواب کی طرف توجہ نہیں
 ہوگی۔

بہر حال قیمتی دکن اور اخلاص و ایثار کا ایک نمونہ ہے
انھوں نے قوم کو موجودہ ابتلا میں ایک پیغام دیا۔
اس پر توجہ کی جائے۔ اور ان لوگوں تک اس سے پہنچایا جاوے
جو اپنی شامسترا اعمال سے ابھی تک متردد ہیں

(ایڈیٹور)

میرے مکرم بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
 یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم ہے کہ ہماری قوم دنیا کی تمام
 رموں میں ایک خاص فضیلت رکھتی ہے۔ جو اس وقت

تھے۔ کہ اپنی وفات سے کئی دن پہلے وہ خلیفہ کے متعلق وصیت کر گئے۔ اور باوجود ضعف اور کمزوری کے وہ وصیت اپنے ہاتھ سے لکھی۔ اور دیکھو ان کے نزدیک خلیفہ کا ہونا ایسا ضروری تھا کہ انھوں نے اپنی وصیت میں جماعت کو ان الفاظ میں مخاطب نہیں فرمایا کہ میرے بعد ضرور خلیفہ مقرر کرنا بلکہ یہ فرض کر کے

ایک با اختیار خلیفہ بنانا۔ بلکہ خلیفہ کو با اختیار اور جماعت کو اس کے زیر اختیار قرار دے کر جماعت کی طرف سے خلیفہ کے آگے یہ سپارش کی ہے کہ وہ اپنے اختیارات کو نرمی سے برتنے اور درگزر سے کام لے۔

میرے دوستوں میں تو دیکھتا ہوں کہ تمہارے نام مرحوم نے (خدا تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں اس پر اور اس کی آل پر نازل ہوں) اپنی وصیت میں نہایت ہی حکیمانہ اور لطیف پیرایہ میں صدر انجمن اور خلیفہ کے تعلق کا بھی فیصلہ فرادیا ہے یہ فیصلہ اول تو جانشین کے لفظ سے ہی ہو جاتا ہے کیونکہ جو شخص کسی دوسرے کی جگہ جانشین مطلق ہوتا ہے تو وہ اپنی اختیارات کے ساتھ اس کی جگہ پر بیٹھتا ہے جن اختیارات کے ساتھ پہلا شخص اپنی جگہ پر بیٹھا تھا۔ اور اس میں ذرا بھی شک نہیں ہو سکتا۔ کہ ہمارا خلیفہ اول اپنے رئیس صدر انجمن احمدیہ کا مطاع سمجھتا تھا۔ اور کہتا تھا اور واقعہ میں وہ صدر انجمن احمدیہ کا مطاع تھا۔ پس وہ شخص جو اس کا جانشین ہے وہ بھی صدر انجمن کا ایسا ہی مطاع ہے جیسا کہ خلیفہ اول صدر انجمن احمدیہ کا مطاع تھا۔ لیکن آپ کی وصیت میں صرف جانشین ہی ایک ایسا لفظ نہیں۔ جو ثابت کرتا ہے کہ خلیفہ ثانی خلیفہ اول کی طرح صدر انجمن احمدیہ کا مطاع ہے بلکہ اول الفاظ بھی ہیں۔ آپ نے اپنی وصیت میں لکھا ہے کہ میرا جانشین حضرت صاحب کے پورائے اور نئے دوستوں سے نیک سلوک کرے۔ اور چشم پوشی۔ نرمی اور درگزر سے کام لے ان الفاظ کو سن کر سب سے پہلے حضرت صاحب کے جن پرانے دوستوں کی طرف خیال جاتا ہے وہ صدر انجمن احمدیہ بعض بزرگ ممبر ہیں جن کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے دوست ہونے کا قابل رشک فخر حاصل ہے دوستو آپ جانتے ہیں کہ ہمارا امام مرحوم علیہ وعلیٰ مطاع علیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت ہی مختصر نویس انسان تھا۔ اس کی تحریریں لفظ مختور سے ہوتے تھے۔ مگر ان مختور لفظوں میں عینیت سمجھ بھر سے ہو کے ہوتے تھے وہ حکیم تھا۔ اور ان کا لفظ لفظ حکمت کے بیش بہا ہوتی اپنے اندر بھرے ہوئے رہتا تھا۔

پس اس حکیم الامت علیہ الرحمۃ اپنی وصیت میں پرانے دوستوں کا لفظ بلا ضرورت نہیں لکھا۔ وہ خود مختصر نویس پیر صائب تباری اور ضمت کہ ان اجازت دیتے تھے کہ وہ بلا ضرورت الفاظ بڑھاتے۔ پس یقیناً سمجھو کہ آپ نے اس تحلیف کی بات میں بھی یہ الفاظ بڑھائے ہیں تو وہ بلا ضرورت نہیں

بڑھا۔ بلکہ پرانے اور نئے دوستوں کا الگ الگ ذکر کرنے میں ان کی ایک غرض تھی۔ وہ غرض مجھے تو صریحاً ہی معلوم ہوتی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ دوسرے صاحبان بھی اس نتیجہ نکالنے میں میرے ساتھ اتفاق کریں گے۔ کہ جب آپ نے اپنی وصیت میں یہ لکھا کہ میرا جانشین پرانے اور نئے دوستوں سے نیک سلوک کرے تو اس وقت صدر انجمن احمدیہ بعض بزرگ اراکین خصوصیت کے ساتھ ان کے زیر نظر تھے۔ اب ہم ان الفاظ سے ایک اور نتیجہ پر پہنچتے ہیں اور وہ نتیجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک خلیفہ جیسا کہ جگہ کے دوسرے افراد کا مطاع ہے ایسا ہی صدر انجمن احمدیہ کے بزرگ اراکین کا بھی وہ مطاع ہے۔ اسلئے جیسا کہ دوسرے لوگوں کے بارہ میں خلیفہ کو یہ وصیت کرتے ہیں کہ خلیفہ ان سے نیک سلوک کرے ایسا ہی وہ حضرت اقدس کے پرانے دوستوں کے متعلق بھی جن سے انجمن کے پرانے ممبر خصوصیت کے ساتھ مراد ہیں اپنے جانشین کو وصیت کر گئے کہ وہ ان سے نیک سلوک کرے پھر دوستو! میں تو یہ بھی کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ حضرت خلیفہ اول کے ان الفاظ سے جنہیں آپ نے اپنے جانشین کو حضرت صاحب کے پرانے اور نئے دوستوں سے نیک سلوک کر نیکی سفارش فرمائی ہے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ انہی نظر کس جانشین پر تھی۔ مگر اس موقع پر میں اسکی زیادہ وضاحت کرنی پسند نہیں کرتا۔ پھر دوستو غور کرو۔ خلیفہ اول نے حضرت اقدس کے پرانے اور نئے دوستوں کے متعلق تو وصیت کی ہے مگر حضرت مسیح موعود کے اہل بیت کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اپنے بال بچوں کے متعلق وصیت فرمائی ہے مگر حضرت مسیح موعود کی اولاد متعلق کوئی وصیت نہیں فرمائی اس کا جھبہ بھی یہی ہے اس وصیت میں ان کا اصل مخاطب اہلیت کا ہی ایک ممبر تھا اس کے سوا آپ نے اپنی زندگی میں اور بہت سے ایسے اشارات فرمائے ہیں۔ جن سے ہر ایک شخص باسانی مجھے کتاب ہے کہ آپ کا صریح اشارہ یہ تھا۔ کہ آپ کے بعد حضرت میاں صاحب خلیفہ ہوں سب سے پہلی شہادت جو آپ کے اس اشارہ کو ظاہر کرتی ہے آپ کی اس تقریر میں پائی جاتی ہے جو آپ نے خلافت کی غلت پہنچتے وقت فرمائی تھی۔ اس میں آپ نے فرمایا کہ میں اس غرض کے لئے کہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد میاں محمود جانشین ہو اسکی تعلیم کے لئے بہت کوشش کرتا رہا۔

بھائیو! غور کرو۔ تمہارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میرا صاحب سے کس قدر محبت تھی۔ اور وہ اُسے کس قدر غفلت سے دیکھتا تھا۔ اور وہ بچپن سے ہی حضرت مسیح موعود کی زندگی میں اس کی تربیت کی طرف توجہ ہو گیا۔ پھر اس نے اس جوان کی تعلیم و تربیت کو برابر جاری رکھا۔ اور اپنی خلافت کے

زمانہ میں اپنی وفات سے بہت عرصہ پہلے اسکی تعلیمی کوری کئی دور کر دیا اور جو کتابیں ظاہری اور دینی علوم کی وہ اس کی تعلیم کی تکمیل کے لئے ضروری سمجھتا تھا وہ سب اسے پڑھا دیں اور اس کی جب تک تمام کوریس جو اس نے اس کے لئے ضروری سمجھا تھا پورا نہ کر دیا۔ اور فرمایا کہ جو کچھ میں نے پڑھا تھا وہ پڑھا چکا۔ اب خدا اسے پڑھائے گا۔

اور جب ظاہری تعلیم کی طرف اس قدر توجہ فرمائی تو آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ روحانی اور باطنی تربیت کی طرف کس قدر توجہ فرمائی ہوگی؟

پھر اگر آپ کوئی شہادت اس امر کی چاہتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ آپ کا یہ دلی اشارہ تھا کہ حضرت صاحبزادہ محمود صاحب آپ کے جانشین ہوں تو وہ یہ ہے کہ آپ نے ایک جمعہ کے خطبہ میں فرمایا:-

”ایک نکتہ قابل یاد سنائے دیتا ہوں کہ جس کے اطہار سے میں باوجود کوشش کے رک نہیں سکا۔ وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ ان کے ساتھ مجھے بہت محبت ہو ۸ برس تک انھوں نے خلافت کی۔ ۲۲ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے۔ یہ بات یاد رکھو کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہا ہے۔“

دیکھو بدر۔ ۲۴ سرجو کا سنہ ۱۹۱۲ء

اب اس سے زیادہ اور کیا صراحت ہو سکتی ہے۔ پھر جو بات دل میں ہوتی ہے بعض اوقات زبان پر آجاتی ہے ایک دفعہ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب ایک امر کے متعلق فرمایا کہ یہ کام میاں صاحب کے وقت میں کیا جائے یہ واقعہ میں مولوی صاحب موصوف سے خود سنا ہے۔ اور اس وقت بعض اور لوگ بھی موجود تھے جنھوں نے یہ بات اپنی کالوں سے سنی اس کو معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف آپ کا اشارہ تھا کہ صاحبزادہ صاحب خلیفہ ہوں بلکہ آپ یقین تھا کہ میرے بعد صاحبزادہ صاحب خلیفہ ہونگے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ خلیفہ خدا کا نبی ہے لوگ کسی کو خلیفہ نہیں بناتے اور اسی ایمان کی بنا پر ان کو یقین تھا کہ خدا کا صاحبزادہ صاحب کو خلیفہ بنا کر چاہتا ہے۔

۳۶

پھر حضرت صاحب نے شیخ عبدالرحمن صاحب کو جو آجکل مصر میں ہیں ایک لکھ کے جواب میں یہ لکھا کہ تمہیں اس سے کسی شخص سے قرآن پڑھانے کی ضرورت نہیں۔ جب تم واپس قادیان آؤ گے تو ہمارا علم قرآن پہلے ہی انشاء اللہ تعالیٰ بڑھا ہوا ہو گا۔ اور اگر تم نہ ہوئے تو میرا محمود سے قرآن پڑھ لینا۔ اسی طرح آپ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب کو فرمایا کہ اگر میری زندگی میں قرآن ختم نہ ہوا تو بعد از اس میرا صاحب سے پڑھ لینا۔ خدا داد خان صاحب رسائی دار کراچی نے حضرت خلیفہ اہل کی خدمت میں خواب میں ایک درخواست پیش فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ درخواست میرا صاحب کی خدمت میں لکھ کر بھیج دو۔ لفظ پر سرنام میں لکھ دو گا۔ مئی مسلمان شیعہ کے مقابل میں حضرت ابو بکر کی خلافت کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی۔ اور آپ نے سوال کیا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ پھر آنا اور جب اس نے عرض کیا کہ اگر میں آؤں اور آپ ہوں۔ لیکن آپ فوت ہو چکے ہوں تو آپ نے فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو اب بکر سے کہو۔ اگر سنیوں کی یہ دلیل حضرت ابو بکر کی خلافت کا ثبوت ہو سکتی ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح کا مندرجہ بالا قول حضرت محمود احمد صاحب کی خلافت کا ثبوت ہو سکتا ہے۔ یا کم از کم اس سے ضرور ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خلیفہ اہل کو حضرت صاحب زادہ کے خلیفہ ہونا ایسا ہی یقین کامل تھا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابو بکر کے خلیفہ ہونا یقین کامل تھا۔ پھر حضرت ابو بکر کی خلافت کی دوسری دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دنوں میں حضرت ابو بکرؓ کو مسجد نبوی میں نماز کا امام بنایا۔ پس جینے یہ دلیل حضرت صاحب زادہ محمود احمد صاحب کی خلافت کیسے ہی موجود ہے کیونکہ آپ نے اپنی لمبی بیماری میں جو گھوڑے کے گرنے سے شروع ہوئی مسجد مبارک میں حضرت صاحب زادہ صاحب کو ہی امام نماز بنائے رکھا۔ اور سبھا اقصیٰ میں مجھ بھی حضرت صاحب زادہ صاحب ہی پڑھاتے رہے۔ ایک اور شہادت یہ ہے کہ قادیان میں پیر منظور صاحب نے حضرت صاحب زادہ صاحب کے بعض الہامات کی بنا پر ایک مضمون حضرت صاحب زادہ صاحب کے بارہویں بھائی حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت صاحب نے مضمون پڑھ کر فرمایا کہ تمہیں اس امر کا پہلے سے علم ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں میاں کی کیسی عزت اور ادب کرتا ہوں۔ یہ صاحب نے آپ کے یہ الفاظ اسی مضمون کے آخر میں لکھ کر تصدیق کیلئے آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ اصرار آپ نے اپنی قلم سے اس پر یہ تصدیق فرمائی کہ یہ الفاظ میرے نے لکھے ہیں۔ پیر صاحب موصوف حضرت خلیفہ اہل کی زندگی میں بھی حضرت صاحب کی بڑی تعظیم و کھائی۔ اور میں اس تحریر کا رویت کا گواہ ہوں۔ اور وہ تحریر اب بھی موجود ہے۔ جو چاہے اس کو دیکھ سکتا ہے۔ اس میں حضرت صاحب پیر صاحب کو یہ بھی فرمایا کہ اختلاف کے وقت اس تحریر کو پیش کرنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ بھی

علم تھا کہ اس خلیفہ کے جانشین ہونے کے وقت اختلاف بھی ہو گا۔ حضرت صاحب کا یہ فرمانا کہ اس خلیفہ کے وقت کچھ اختلاف بھی ہو گا میرے خیال میں اس وجہ سے تھا کہ انکو منہ پر لکھنا کا خوب علم تھا۔ اور وہ جانتے تھے کہ جس وجود کے متعلق خدا تعالیٰ کے الہامات ہوں۔ ضرور ہے کہ اس کے متعلق اختلاف ہو۔ اور یہی کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ایسا اختلاف کریں گے نیک لوگ بھی ہوں۔ کیونکہ قرآن شریف سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ملک نے بھی ایک خلیفہ کے متعلق اعتراض کیا۔ اور کہا۔ اتجعل فیہا من یشک فیہا لیسفک الدماء۔ خدا کے ایک خلیفہ کے متعلق ملائکہ نے بھی یہ اعتراض کیا۔ کہ یہ تو زمین میں ضاد ڈالے گا۔ اور خون بہائے گا۔ پس اگر اسی رنگ کا کوئی اعتراض آج بعض ملائکہ صفت انسان کرتے ہیں تو میرے بھائیو! تم ہو کر نہ کھاؤ۔ تم لو سنن الہیہ کے در میں تعلیم پا چکے ہو۔ پس تم ایسی باتوں سے ٹھوکر کھاؤ۔ اور اس طریق پر قدم مارو۔ جو طریق حق کے بارے میں پہلا خلیفہ تمہیں سکھا گیا۔ تم نے ایک نبی بھی دیکھا۔ اور تم نے ایک خلیفہ بھی دیکھا۔ پس سلامتی کی راہ تمہارے لئے وہ راہ ہے جو خلیفہ اہل نے تمہیں دکھادی۔ نئی راہ اختیار نہ کرو۔ خلیفہ اہل کے اصول کو خوب مضبوط پکڑو۔ کیونکہ اس نے وحدت کی راہ تمہیں دکھائی۔ اور بتا دیا کہ اس طریق پر چکر جماعت جماعت رہ سکتی ہے۔ پھر تم ایک ایسے شخص کو بھی دیکھ چکے جو پیشگوئیوں کے مطابق آیا اور تمہارے یہ سبق پڑھ لیا ہے۔ کہ جن کے حق میں خدا کی پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ ان کے وجود کے متعلق اختلاف اور اعتراض ضرور ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایسے اعتراض کریں گے ملائکہ صفت انسان بھی ہوتے ہیں۔ پس تم کسی کو دیکھ کر کیوں گھبراتے ہو۔ تم کو خدا کے سبح نے اور اس کے خلیفہ اہل نے تمام ضروری سبق پڑھائے ہیں۔ اب تمہارا لئے امتحان کا وقت ہے۔ اور اگر تم ان سبقوں کو فراموش کر دو جو تم پڑھ چکے ہو۔ تو خدا کے فضل اور رحم سے یہ امتحان کوئی بڑا امتحان نہیں۔ مگر ہے کہ تم اعتراض کرو۔ کہ محمود ابھی نوجوان ہے۔ میں کہتا ہوں اگر تم خلیفہ اول کے لئے ہوئے سابق کو یاد رکھو۔ اور ان پر لکھا گوا رشید کی طرح عمل کریں گی کوشش کرو۔ تو یہ مشکل بھی کوئی مشکل نہیں اول تو میں تمہیں یہ بتا چکا ہوں کہ وہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ہی یہ چاہتا تھا کہ یہ بیٹا ان کا جانشین ہو۔ اور اسی شخص سے اس کی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ رہا۔ پھر دیکھو۔ اس نے ایک خلیفہ میں تمہیں سنا دیا۔ کہ ۳۳ سال کا نوجوان ابھی خلیفہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ بھی فرمادیا کہ میں یہ بات تمہاری بھلائی اور بہتری کے لئے کہتا ہوں۔ پھر دیکھو قرآن شریف کی ہر ایک آیت تمہارے لئے ہدایت اور نور ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وانما انزلنا الحکم حنیفاً پس تم یقین رکھو۔ کہ یہ آیت بھی قرآن شریف میں اظہار پر نازل نہیں ہوئی

اس لئے یہ اعتراض کرو۔ کہ محمود ابھی نوجوان ہے۔ تمہارا خلیفہ اول تمہاری نسبت قرآن شریف کو سمجھتا تھا۔ اور ان باتوں کا زیادہ علم رکھتا تھا۔ پس تم اگر سلامتی کی راہ اختیار کرنا چاہتے ہو تو آؤ اس کی پیروی کرو۔ اور اس کی فراموشی قائم نہ رکھو۔ وہ قرآن شریف کو بھی خوب سمجھتا تھا۔ وہ الوصیت کو بھی تمہاری نسبت زیادہ سمجھتا تھا۔ پس اس نے خلیفہ کا ہونا ضروری سمجھا اور صاحب زادہ محمود احمد صاحب کے خلیفہ ہونے کے متعلق اپنا منشاء اور یقین کامل ظاہر کر دیا۔ اور دیکھو خدا تعالیٰ نے اس کی فراموشی کو سچا ثابت کر دیا۔ پس کیا تم اب بھی اس کے نور فراموش کر سکتے ہو۔ اگر تم نے کسی بڑے آدمی کی پیروی کرنی ہے۔ تو آؤ خلیفہ اول حضرت مولوی نور الدین صاحب کی پیروی کرو۔ اس زیادہ اسلام کو سمجھنے والا کوئی نہ ملیگا۔ پس تم اس کے فیصلوں پر چلو اور نئی راہیں جو آپ کے فیصلہ کے برخلاف ہیں نکالو دیکھو وہ ایسا شخص تھا جس کا قول ہم سب کے نزدیک مسلم اور قابل تقلید تھا پس تم اس کی راہ اختیار کرو۔ یہی سلامتی کی راہ ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب پر رحم فرما۔ اور ہمیں اس راہ میں ہدایت فرمائے۔ کہ جس کی گمانائش ہوتی ہے کہ خلیفہ اہل نے اپنی سب سے پہلی تقریر میں یہ فرمایا۔ --

Digitized by Khilafat Library

-- کہ میں وحدت کو قائم رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بھی بیعت کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اور فرمایا کہ موجودہ حالت میں سب کو۔ کیسا وقت ہے جو ہم پر آیا ہے۔ اس وقت مردوں اور عورتوں بچوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وحدت کے نیچے ہوں۔ اور ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس قوم کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی۔ یہ پہلا سبق تھا جو تمہارے خلیفہ اول نے تمہیں دیا۔ سب پہلا سبق تو سب آسان ہوتا ہے۔ پس تم کم از کم اس پر عمل کرو۔ اس پہلے سبق پر عمل کرنے کیلئے تمہیں سب پہلا موقع پیش آتا ہے۔ پھر میں تمہیں نہایت ادب عرض کرتا ہوں کہ حضرت میاں صاحب کی نسبت بھی اس دوسرے کو مرکز اپنے دلوں میں جگہ نہ دو۔ کہ انہوں نے خلافت کے حاصل کرنے کیلئے کوئی انجمن بنائی تھی۔ اس انتشار کو پڑھ جس میں انہوں نے انصار اللہ کے متعلق تحریک کی ہے۔ کہ کس غرض سے انہوں نے انصار اللہ کی انجمن قائم کی۔ پھر یہ بھی دیکھو کہ خود خلیفہ اول نے حضرت میاں صاحب کو فرمایا کہ مجھے بھی انصار اللہ میں داخل کرو۔ پس تم کم از کم اس پاک وجود کا ادب ملحوظ رکھ کر جس نے باوجود امام ہونے کے انصار اللہ میں اپنے تئیں داخل فرمایا انجمن انصار اللہ کے پرزیدہ نمائندگی کی نسبت بدگمانی نہ کرو۔ پھر دیکھو۔ خود خلیفہ اول نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ایک مجمع اجاب قائم کیا۔ جو انجمن انصار اللہ کے منسوب تھا۔ پس کیا تم اس امام کی نسبت یہ باطنی کرو گے۔ کہ اس نے بھی اعتراف حاصل کرنے

کے لئے ایسا کیا تھا۔ پھر حضرت میاں صاحب ایک تقریر میں فرمایا کہ کہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی بیماری کے دنوں میں خدا کے آگے یہ دعا کی کہ اے اللہ اگر میرا وجود جماعت میں قتل کرنے کا موجب ہو سکتا ہے تو اے خدا تو مجھے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات پہلے ہی وفات دیدے پھر میں نے معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنے اہل بیت کے ہمراہ کے ساتھ مشورہ کیا جس مشورہ میں حضرت ثواب محمد علی خاں صاحب میرزا بشیر احمد صاحب میرزا شریف احمد صاحب اور میرزا عزیز احمد صاحب اور انہوں نے باہم اس امر پر اتفاق کیا کہ فواہ کوئی شخص خلیفہ مقرر ہو۔ اس کا تقدر پر ہم تسلیم سمیت کرنی ہو گی۔ پہلی دو دستوں اس نازک وقت میں بذلتی سے کام لیکر ٹھوکر نہ کھاؤ جس حالتی سے کام لو۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر اڑ نہ جاؤ۔ چونکہ ہمارا سلسلہ ایک الہی سلسلہ ہے۔ اور آسمانی باتوں کے ساتھ بھی بہت مذاق رکھتا ہے۔ اس لئے آپ کے اس روحانی مذاق کے مطابق ہیں آپ کو جو کچھ میری سنا ہوں۔ کہ اس دوسری خلافت کے بارہ میں اس کثرت سے لوگوں کو رویا اور الہام ہوئے ہیں۔ کہ ایک سعید روح کے لئے یہی آسمانی شہادتیں اس خلیفہ ثانی کے پہچاننے کے لئے کافی ہیں۔ اور وہ اس طرح بارش کی طرح برسی ہیں کہ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ دوسرا خلیفہ کوئی معمولی انسان نہ ہوگا بلکہ واقع میں یہ ان بشارات کا مصداق ہوگا۔ جو اس کی ولادت کے الہامات میں پائی جاتی ہیں۔ یہ رویا وغیرہ اکثر اس واقعہ سے پہلے کے ہیں۔ اور عقیدہ انشاء اللہ تعالیٰ احمدی جماعت کے فائز کے لئے شائع کیے جائیں گے۔ مگر میں آپ سے اس امر کی اجازت چاہتا ہوں کہ میں اس سے چند ایک آپ کو سنا دوں۔ شاید ان سے آپ لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود و موعودہ کو مولوی نور الدین صاحب کا تنگ کس ہے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ حضور مجھے اجازت دیں کہ میں تنگ کسوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس گھوڑے پر مجھ نے سوار ہونا ہے۔ اس میں خود ہی تنگ کس رہا ہوں۔ اور مولوی صاحب کو بھی لگایا ہوا ہے۔ ایک شخص نے دیکھا کہ بہت لوگ ایک جگہ جمع ہیں۔ اور حضرت میاں صاحب ان کے آگے ان کی طرف منہ کر کے بیٹھے ہیں۔ اور سب لوگوں نے سجدہ کیا ہے۔ اور اس خواب کو دیکھنے والے نے بھی سجدہ کیا ہے۔ اور پھر دوبارہ سجدہ کیا ہے۔ اور اس نے خیال کیا کہ یہ سجدہ تلاوت نہیں ہے کیونکہ سجدہ تلاوت صرف ایک ہوتا ہے۔ گویا یہ سجدہ والادام کا نظارہ تھا۔ ایک اور شخص نے تین سو سزج دیکھے۔ اور اس کو بتلایا گیا کہ پہلا سو سزج حضرت مسیح موعود ہے۔ دوسرا حضرت خلیفۃ المسیح اور تیسرا محمود۔

حافظ روشن علی صاحب کو قریباً دو سال ہوئے۔ میاں صاحب دکھائے گئے۔ اور ان کو بتلایا گیا کہ حضرت مولوی صاحب کے بعد یہ شخص خلیفہ ہوگا۔ اس عاجز نے خود بہت عرصہ ہوا میاں صاحب کو امام بنکر جماعت کرتے ہوئے اور ان کے پیچھے ایک ... جماعت کو صفیں باندھ کر نماز پڑھتے ہوئے اور میاں صاحب کو ادنیٰ آواز سے اللہ اکبر کہتے ہوئے دیکھا۔ ایک اور زمیندار قادیان میں حضرت صاحب کی وفات کے بعد آیا۔ اور اس نے کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ حضرت صاحب مت ہو گئے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ احمدی جماعت ایک جگہ کھڑی ہے اور ان کا کوئی امام نہیں ہے۔ اتنے میں زمین کے پتے سے اللہ اکبر اللہ اکبر کی آواز آئی۔ اور معلوم ہوا کہ یہ آواز میاں محمود کی ہے اور وہ جماعت احمدیہ کا امام ہے۔ یہ خواب عورتوں کو بھی آئے۔ مگر ان سب خوابوں کا بیان کرنا موجب طوالت ہوگا۔ اس لئے میں فی الحال اسی پر بس کرتا ہوں۔ کئی لوگوں نے اپنے اس قسم کے خواب حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں ان کو سنا ہے۔ میں یہاں مناسب سمجھتا ہوں کہ بعض وہ الہامات بھی آپ صاحبان کو سنا دوں۔ جو صاحبزادہ صاحب کی ولادت کی پیشگوئی میں صریح ہیں۔ اشتہارہ اور حوالی جیسے میں حضرت مسیح موعود و موعودہ فرماتے ہیں۔ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا کہ جانا نام محمود احمد ہوگا۔ اور کاموں میں الوافرم نکلیگا۔ ایک اور اس نے فرمایا کہ ایک لڑکا حضرت محمود احمد صاحب پہلے پیدا ہو کر فوت ہو گیا تھا جس کا نام بشیر تھا پھر ایک خط مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۷۸ میں جو اس وقت تک محفوظ ہے اور جو حضرت مولوی نور الدین صاحب کا نام ہے حضرت مسیح موعود و موعودہ تحریر فرماتے ہیں بشر کی موت پہلے جب آپ قادیان میں ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ تو زانی بھی اس نے لڑکے کے بارہ میں آپ کو الہام سنا دیا گیا تھا۔ یعنی یہ کہ ایک الوافرم پیدا ہوگا۔ بچاؤ مایشتادہ جن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ غالباً یہ الہامات کسی اور جگہ بھی ہوئے۔ نیز ایک الہام میاں صاحب کی نسبت یہ ہے کہ فضل عمر کا لفظ بھی اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ محمد خلیفہ ثانی ہوگا۔

میں گے کہ ممکن ہے کہ وہ ان پیشگوئیوں کا مصداق ہو جب آپ ممکن ہونا تھے ہیں۔ اور دوسری طرف آپ دیکھتے ہیں کہ وہ خلیفہ ہو بھی گئے۔ اور آپ جماعت کے دنوں کو بھی ان کی طرف مائل دیکھتے ہیں اس قدر دیا بھی آپ کو سنا چکا۔ پھر آپ اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ خدا تعالیٰ کے الہام میں اس کو الوافرم کہا گیا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ جن و احسان میں وہ تیرا نظیر ہوگا۔ پھر آپ وحدت کی ضرورت کو بھی سمجھتے ہیں۔ پھر آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح بھی ایک خلیفہ مقرر کرنے کی وصیت فرمائے گئے۔ پھر آپ کیوں اس الوافرم کی نسبت طرح طرح کے گمان کرتے ہو یہ یقیناً یاد رکھو۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ وجود سلسلہ کی تباہی کا موجب ہرگز نہیں ہوگا یہ مسیح موعود کا بیٹا ہے۔ اس کی ولادت الہامات آپ سن چکے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ تمہارے امام کے الہامات کیسے پتے تھے۔ آدھے بائیں سب بڑے چھوٹے۔ امیر و غریب اہل الرائے وغیرہ اہل الرائے اس امام کے پیچھے لگ جاؤ۔ عقلی ڈھکوسلوں کے پیچھے نہ جاؤ۔ اور نہ طرح طرح کے شخصوں سے ٹھوکر کھاؤ۔ دنوں جوش نکال دو میں جانتا ہوں تم سب نیکدل انسان ہو۔ خدا کی حکمت سے ایک امتحان میں آگئے ہو پس اسے بھائیو اس امتحان سے جو اندرونی کی طرح نکل آؤ۔ اپنے خیالات کو وحدت کے لئے سلسلہ کی محبت کیلئے اور میں کہتا ہوں اپنے مسیح موعود کی محبت کے لئے قربا کر دو۔ جوشوں کو ختم کر دو۔ اے بھائیو! میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اپنی رائے یا علم یا اپنے اہل الرائے ہونے پر گھٹنا بھی کرو۔ اور ان لوگوں کو جنہوں نے اس خلیفہ کے تقدر پر بیعت کی ہے۔ عقارت کی نظر سے بھی نہ دیکھو۔ تم الہی سلسلہ کی باتوں سے بخوبی واقفیت رکھتے ہو۔ آؤ اپنی سب باتوں کو کچھ قربان کر دو۔ وحدت کا یقیناً یہی راستہ ہے کہ تم ایک خلیفہ کے تقدر پر بیعت کر لو اور ایک دوسرے کی بیعت کے متعلق نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک جو اس کی گردن پر ہے۔ اس وقت جو بیعت کر چکا ہے فرقہ کو کہنے اور وحدت برہان کیا ثواب پانچ گنا جن کی وجہ سے لوگ اسے پس وہ اپنے آپ کو اتنا بوجھتے ہیں۔ اشتہار شائع کریں کہ جس نے بیعت کرنی ہے خوشی سے کرے۔

اگر کسی دل میں کچھ شکوک ہیں۔ تو وہ ایسے دل والا بھائی استغفار لاؤ۔ اور بہت دعاؤں سے کام لے۔ دل کا غیب جن جائے۔ اہل الرائے کے نظریہ زور نہ دو۔ کیا عجیب ہے کہ خدا ہی دکھانا چاہتا ہے۔ کہ یہ سلسلہ الہی سلسلہ ہے۔ وہ ایسے نوجوان کے ہاتھ سے ہی ترقی کر سکتا ہے جس کا انتخاب اہل الرائے کے نزدیک درست نہ سمجھا گیا۔ جسے یہاں ایک صاحب مبارک علی بی بی کی بی بی کا روایا دیا جو اس نے چند دن چھوٹے دیکھا۔ اور وہ مدعا یہ ہے کہ اگر اسطو حکیم نے سکندر کو پھیلایا تو نور الدین حکیم نے محمد کو پھیلایا۔ اس کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسکندر و محمد

... ..